

محمد، فاروق، فرزاده
فرید، شریعتی
سید، حسن

فائل کا دھماکہ

Arabian
Publications



انشیاق اخیر

محمود فاروق، فرزانہ اور
اسپکٹر جمشید کے کارناے

فائل کا دھماکہ

اشتیاق احمد

احادیث

حضرت تو اس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
”یعنی اپنے اخلاق کا نام ہے اور گناہ ہے جو تیرے دل میں
کھکھ لے اور دوسرے لوگوں کا اس پر مطلع ہو ناپہنچے ناگوار بھو۔“
(سلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
”جب تم کسی کو مسجد میں آئے جائے کا عادی دیکھو تو اس کے
ہم من ہونے کی کوئی دو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ’اللہ کی مسجدوں کو
وہی آباد رکھتا ہے جو اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان لایا اور نماز قائم کرتا
اور زکوٰۃ ادا کرتا رہا اور وہ اللہ کے سوا کسی سے نہ زرا۔“
(ترمذی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام ناول	:	فائل کا دھماکہ
ناول نمبر	:	714
پبلش	:	فاروقی احمد
قیمت	:	29 روپے

ڈاکٹر عبدالحکیم

Atlantis Publications

P.O.Box No. 10658, S.I.T.E, Karachi

دو باتیں

السلام عليكم!

مصروفیات ہوتی ہیں آخراں تھیں مکمل قاروq احمد صاحب کی پیش
کش سے ملکن ہوا۔ یہ کراچی سے جنگ تحریف لائے مجھے مجبور کیا کہ کم از کم
ایک چھوٹا نادل ایک ماہ میں ضرور لکھ دیا کروں اس سلسلے میں آپ کو کچھ بحثیں
کر رہا ہے مگر نادلوں کا اور میر اچونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیے میں
نے اس کی پیشکش کا جائزہ لیا۔ اپنے اوقاتے کا رکھ حساب لگایا بس تھوڑا سا
وقت انتہائی مشکل سے نکل پایا۔ متنی 45 منٹ روزانہ۔ اب 45 منٹ
روزانہ کے حساب سے نادل پر کام شروع کیا۔ اس طرح اس قابل ہوا کہ
ایک ماہ میں نادل تیار ہو سکا۔ لیکن افغانی کا دھماکہ حاضر ہے۔

دس ماہ پہلے آخري نادل آگ کا خون شائع ہوا تھا جو قربا
400 صفحات کا تھا اس لحاظ سے یہ نادل میرے قارئین کو پچھے سانگے گا اس
کا سیدھا سادا حل یہ ہے کہ آپ اس کو پہنچے ہیں کر پڑھ لیں۔ ان شاء اللہ
حلف آئے گا اور آپ کی پرانی یادیں تازہ ہو جائیں گی اور آپ محسوس کریں
گے کہ اشتیاقِ احمد کی واہی آخ رہو گئی۔

دیکھنا یہ ہے کہ یہ وہی کب تک برقرار رہتی ہے اگر قارئین نے
ساتھ دیا اور قاروq احمد صاحب ذریعہ رہے تو میں بھی اپنی ذریعے داری
نبھانے کی پوری کوشش کروں گا۔ کیونکہ اب اس گاڑی کے تین پیسے یہیں
پہنچے گاڑی دو پہیوں والی تھی۔ تمیں میں سے ایک پہیہ جس دن رک گیا یا

دیں ماہ پہلے قربا پہیں سال سے نادلوں کی اشاعت کا سلسلہ
جب میں نے بند کی تو دل دا ایک دھچکا سا لگا تھا یہ محسوس ہوتا تھا مجھے کوئی
بہت سی قریبی مزید فوت ہو سکتا ہے کسی مزید کے فوت ہونے سے تو انسان
سب کے سامنے آؤں بہاسکتا ہے اور اسے کے فوت ہونے میں صرف چھپ
کر ہی آنسو ہے۔ کامیابی اس درود کوئی اور محسوس نہ کر سکا یا کسی نے محسوس
کیا تو بہت معمولی حد تک۔

لیکن میں سے قارئین اس دوار ان برادر بھجوپر لال پیانا ہوتے رہے
بھجو پر گر جتھے رہنے رہتے رہنے مجھے کھری کھری بے نقطہ نہاتے رہے جتنا
نہ ابھاڑہ کہہ سکتے ہیں کہتے رہے لیکن میں کیا کہہ سکتا تھا۔

روز نامہ اسلام کی انتظامیہ نے میگزین "بچوں کا اسلام" کی قائم
تری ہے داری میرے کندھوں پر ڈال دی تھی اور یہ کام ہبھ جان نادل سے
زیادہ مقدس تھا یہ بات میں نے بار بار قارئین کو بتائی تھیں نادلوں کے
شیدائی قارئین کوئی بات سننے پر آمادہ نہ ہوئے۔ وہ سری طرف میری مجبوری
یہ تھی کہ بچوں کا اسلام کا کام بے تحاش تھا اُنکے دھڑکنے اُنکی آنکھی اس
کام کے ساتھ اپنا ادارہ چلانا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ کیونکہ اس کی اپنی کچھ

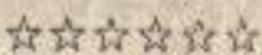
گاڑی سے گلن کر آجے ہو گی۔ اس دن یہ گاڑی پس ہو جائے گی اور نتیجہ وہی
نکل گا۔ یعنی ذھاک کے تین پات، پنجیے یہاں بھی تین کا لفڑا نکل آیا ہے کوئی
نکل

اب آپ ہول شروع کریں اور اس میں ڈوبتے چلے جائیں
مخفی سو فیصد امید ہے کہ آخوند آپ خود کو ابھارنیں سکس گے۔ ناکامی آپ
کے آڑے آئے گی۔ یہ اور بات ہے کہ یہ ناکامی آپ کے لیے بہت خوش
گوارثابت ہے۔

اجازت چاہوں گا!

والسلام

اشتیاق احمد



پہلا وار

"مرتے ہوئے ایک شخص کی آخری خواہش یوں بھی کریں گے

"آپ۔"

"اگر... کیا مطلب؟"

محود اور فاروق نے محنت زدہ انداز میں ایک ساتھ کہا۔ انہوں نے دیکھا ان کے سامنے ایک ادھیڑ میر آدمی کھڑا تھا اور کھڑا کیا تھا۔ بس گرتے کے قریب تھا جوں لگتا تھا میںے اس کی ڈالکوں سے جان تک قابل پڑا ہوا اور پھر وہ گرفتار کیا۔

"بولیے... جلدی... درست میں چلا۔"

"جلدی بتائیں آپ کو ہوا کیا ہے؟"

"مجھے کسی نے زہر دیا ہے، میرے پاس کسی کی امانت ہے، آپ اس کی امانت جوں کی توں اس تک پہنچا دیجئے گا... مجھ سے وعدہ کریں، مرتے ہوئے ایک شخص سے پکا وعدہ کریں۔" اس نے مشکل سے کہا۔

"اچھی بات ہے، ہم وعدہ کرتے ہیں، کہاں ہے وہ امانت، وہ کیا چیز ہے اور کے پہنچا سیں گے ہم،" محود نے رکے بغیر کہا۔

"وہ... وہ میرے گھر کی الماری میں محفوظ ہے، اس وقت تک اس

"وہ... وہ میرے گھر کی اماری میں محفوظ ہے' اس وقت تک اس کے پارے میں کسی معلوم نہیں تھیں، لیکن بہت جلد معلوم ہو جائے گا اور جو نبی ان لوگوں کو معلوم ہو گا وہ اس کو حاصل کرنے کے لیے نوٹ پریس گے، اس وقت آپ کا کام..... کام..... یہ ہو گا کہ وہ چیز... اس کے مالک کو پہنچا دیں.... اور یہ بھی یاد... رجیس... مجھے زہر کھلانے جانے کا جو نبی پتا چلا... میں اس پارک کی طرف روان ہو گیا... میں ایک نیکی میں بیٹھ کر یہاں آیا ہوں، ابھی تک نیکی کا بل بھی ادا نہیں کر سکا... آپ مہربانی فرمائیں کابل ادا کر دیں، میرے گھر سے آپ کابل بننے پیسل جائیں گے' "اوہ... یہ بھی تو تماں میں... آپ کا گھر کہاں ہے... کیا آپ اس نیکی میں گھر سے روان ہوئے تھے؟"

"نہیں... اپنے ہاتھ کے گھر سے نکل کر سڑک پر آیا تھا کہ کلیبہ سکنے والا... اور میں چان گیا... مجھے... مجھے... زہر... دیا گیا ہے۔ بس میں نے نور ادھر کا رخ کیا... اس لیے کہ مجھے معلوم تھا..... آپ لوگ شام کے وقت یہاں ضرور آتے ہیں" "آپ نے اب تک گھر کا پانیں بتایا" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"میں بتانا نہیں چاہتا... ہو سکتا ہے... قتل میرے تعاقب میں بھجوں تک پہنچ چکا ہو... اور کسی درخت کے پیچے چھپا ہوا اور زہر کھا کر جانے کی اجازت شاید اس نے اسی لیے دی تھی کہ میں اس امانت کا رخ کروں اور وہ تعاقب کر کے بھجوں تک پہنچ جائے..... اس لیے میں نے ایسا نہیں کیا۔ سید حسین یہاں چلا آیا... میں پچھلے نہیں ہوں... آپ کو اپنے گھر کا پانیں بتا

سکتا... میرے قاتل کو بھی معلوم نہیں کہ میرا گھر کہاں ہے..." ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کی گردنڈ حکم گئی دونوں نے چونکہ کر اوہر اور ہر دیکھا... لہذا ایک ایک درخت کا جائزہ لیتے گئے۔ ایک درخت کے پیچے انہیں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ انہیں اپنے روشنکے کھڑے ہوتے گھوسی ہوئے۔

"سنوفاروق! اگر اس بے چارے کا خیال درست ہے اور کوئی اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا ہے اور اس نے یہاں ہوتے ہوئے ہاتھیں سن لی جیں جب وہ ہمارا تعاقب ضرور کرے گا... لیکن ہم اتنے پہنچ نہیں" "پہنچ تو خیر ہم ہیں، کتنے نہیں ہیں یہ بھی معلوم نہیں" فاروق مسکرا یا۔

"حد ہو گئی... صرف میں پارک کے دروازے کی طرف جا رہا ہوں، نیکی ڈرامہ پر ہاہر موجود ہے... اگر اس نے تعاقب کیا تو تم اس کے پیچے آؤ گے اور اسکی جعلی یعنی کے بعد دروازے کا رخ کرنا پھر ہم دونوں چلیں گے" "لیکن کہاں؟ اس نے ہمیں اپنے گھر کا پانیں بتایا"

"کم از کم ہم سڑک پر اس جگہ ضرور جا سکتے ہیں... یہاں وہ اپنی گلی سے نکل کر آیا تھا۔ تم اپنے میرے سے اس کی تصویر لے لو... ہم اس خلافت کے لوگوں کو تصویر دکھائیں گے"

"اوہ ہو! یہاں تو یہ رہتا ہی نہیں تھا... وہاں کے لوگ بھلا تصویر دیکھ کر کیا خاک بتائیں گے"

”تم محیک کہتے ہو..... یہ بات میرے ذہن سے نکل چکی۔ لیکن بھنی کسی نہ کسی طرح اس کے گھر کا سراغ تو نکانا ہو گا۔ لہذا تم اس کی علاشی نے لوشاپیٹھا خٹی کا رد عمل ہے اور میری طرف بھی نظر رکھنا۔“
یہ کہر کر محمود اخٹا اور سچر کی طرح پارک کے دروازے کی طرف چلا۔ فاروق اس کی طرف دیکھا رہا۔ کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ اب دہلاش کی طرف متوجہ ہوا اسکی علاشی لی۔ اس کی ایک جیب سے پکوہ کانہ ذات مل گئے۔ اس نے ان کا جائزہ لیے بغیر ان کو جیب میں رکھ لیا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے سرسری انداز میں مزکر اس درخت کی طرف بھی دیکھا جس کے چیخپے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا۔

پارک سے بکا تو محمود غائب تھا۔ وہاں کوئی بھی بھی نہیں تھی۔ اس کا من بن گیا۔ محمود کو کم از کم اس کا انتخال کرنے چاہیے تھا۔ اب اس نے اپنے موہاں پر سب اسکلہ اکرام کے فبرڈاں کے۔

”السلام علیکم اکلن۔“ اس کی آواز سن کر وہ بول اخٹا۔

”ویکم السلام فاروق، خیر تو ہے۔ آواز پر سکون نہیں ہے۔“

”ایک عدد لاٹ آپ کا انتخال کر رہی ہے۔“

”ارے باپ رے۔۔۔ اس کو میرا انتخال کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی بھلا۔“

”یہ تو آپ آ کر اسی سے پوچھیے گا۔۔۔“

”لاٹ کہاں ہے۔“

”پارک میں۔۔۔ جہاں ہم بیٹھتے ہیں۔“

”ارے تو کیا تم نے کسی زندہ شخص کو لاٹ میں تبدیل کر دیا ہے۔“
اکرام نے بوکھا کر کہا۔

”جیسیں اکلن۔۔۔ وہ زندہ حالت میں ہم تک پہنچا ضرور تھا، لیکن یہ خود تجوہ لاٹ میں تبدیل ہو گیا۔“ بے چارہ۔

”جہاں چاؤ گے۔۔۔ پکھنے کچھ کر کے رہو گے۔۔۔ اچھا خیر میں آ رہا ہوں، اسکلہ صاحب کو تخبر سناؤں؟“

”سناؤں کوئی حرج نہیں۔۔۔ وہیے معاملہ پر اسرار ہے۔“

”یہ تو لازمی بات ہے۔ اس نے جل کر کہا اور فاروق مسکرا دیا۔“

جلدی سب اسکلہ اکرام اپنے ساتھیوں کے ساتھ دہاں پہنچ گیا۔ اس نے لاٹ کا معائدہ کیا اور معمول کی کارروائی کے لیے اپنے ماتھوں کو ہدایات دیئے لگا۔ پھر اس کی طرف آیا۔ وہ نیچ پر کافی اواس بیٹھا تھا۔

”کون تھا یہ۔“

”انسان“ فاروق نے سرد آہ بھری۔

”حد ہو گئی۔“

”میرے خیال میں تو اس میں حد نہ مکی کوئی چیز نہیں ہوئی۔“

”اب تم سے کون مغزمارے۔۔۔ جلدی بتاؤ۔۔۔ یہ کون تھا۔“

”اس نے بتایا تھیں۔۔۔“

اکرام نے لیک کر ادھر ادھر دیکھا۔

”اور محمود کہاں ہے۔“

”محمود جیکی کابل ادا کرنے گیا تھا۔۔۔ اب معلوم نہیں کہاں ہے۔۔۔“

”سید ہمی طرح بتاؤ۔۔۔ اکرام جھٹا اخٹا۔“

اور فاروق نے اسے ساری بات بتا دی..... لیکن اس کی جیب
تے جو کاغذات ملے تھے ان کے بارے میں اسے نہ بتایا۔
ضروری کارروائی کے بعد لاٹ اخواں لٹی اور اس کو پوسٹ مارٹم
کے لیے بحیثیت دیا گیا۔

"اب تم.... تمہارا کیا پروگرام ہے"
"ظاہر ہے.... گھر جاؤں گا"
"اچھی بات ہے... تو پھر اللہ حافظ"

اور پھر فاروق غریبی کیا۔ اس نے دروازے کی ٹھنڈی بجائی تو
فرزان فرواد رواز سے پر آئی دروازہ کو لے بغیر اس نے کہا
"تمہارے ٹھنڈی بجائے کے انداز سے بے چینی گھراہٹ اور
پریشانی کا خلباء درہا بے خبر تو ہے"

"پہنچ دروازہ تو کھول دو...." فاروق بدل کیا۔
فرزان نے دروازہ کھول دیا پھر چونک کر بولی۔
"محمود کو کہاں پھوڑ آئے ہو.... اس کا مطلب ہے.... کوئی
واردات ہوئی ہے اور ہوئی بھی قتل کی... میر اندازہ درست ہے"
"تو بے تم ہے یا اتنے زبردست اندازے کس طرح لگا لیے تم
لے؟"

"تمہاری طرح میں عقل سے پیدل نہیں ہوں"
"یہ جان کر خوشی ہوئی کہ میں عقل سے پیدل ہوں اللہ کا شکر ہے
عقل سے ہوائی چہاز پر سوار نہیں ہوں"
"بے شکی با تمن کرنا تو کوئی بس تم سے سمجھے"

"اپنے اندازوں کی کہانی سناؤ"
"کھنڈی پر سکون انداز میں نہیں بجائی.... محمود تمہارے ساتھ نہیں
ہے... اورے... یہ... یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں.... فاروق فوراً اندر آ جاؤ
اور دروازہ بند کر دو۔ کوئی تیر کی طرح ہمارے گھر کی طرف آ رہا ہے اور اس
کے ارادے نیک نہیں تھے"
"فرزانہ چڑائی"



دوسرادھپکا

محمود پارک سے باہر نکلا۔ ٹیکسی ڈرائیور نیکی سے باہر کھڑا تھا اور پریشانی کے عالم میں دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ محمود تیر کی طرح اس کی طرف گیا۔

”ایک صاحب نے آپ کی ٹیکسی میں بیان تک کا سفر کیا ہے اور غائب کرایہ یعنی بغیر اندر چلا گیا تھا۔ اسکے پاس کرایہ نہیں قوانینگی بات ہے نہ“
 ”جی..... جی ہاں! اس نے کہا تھا۔ اندر سے کرایہ بھجواؤ ہے۔ لیکن کافی دیر ہو گئی۔.... اس نے اب تک کرایہ نہیں بھجوایا۔ کیا آپ لے کر آئے ہیں؟“

”ہاں میں کرایہ ادا کروں گا۔“ آپ نے اس شخص کو کہاں سے بھجا یا تھا؟

”کالی چن روڑ“

محمود نے نہ اسماںہ بنا لیا۔ ملک سے بندوں کو رخصت ہوئے پچاس سال سے زائد عمر صہ بو گیا تھا۔ لیکن بعض علاقوں کے نام اب تک بندوں والے تھے۔ ایسے نام سن کر ہمیشہ ان کے مند ہیں جاتے تھے۔

”آپ مجھے کالی چن روڑ پر اس بیک اتار دیں جہاں سے آپ نے اسے بھجا یا تھا۔ میں دو طرف کرایہ ادا کروں گا۔“
 ”بہت بہت شکر یہ! اس سے اچھی بات بھلا کیا ہو سکتی ہے۔“
 محمود نیکی میں بیٹھ گیا۔ وہ جانتا تھا، فاروق، بہت جلد آنے والا ہے، لیکن اس کے باوجود وہ اس نے اس کا انتخاراتہ کیا۔ اس نے سوچا، فاروق کو سب اپنے اکرام کے آئے تک بیٹھ رکنا چاہیے۔
 دوسرے ہی لئے وہ نیکی میں کالی چن روڑ کی طرف ازا جا رہا تھا۔ پندرہ وہ منٹ بعد ڈرائیور نے ایک جگہ پیکسی روک دی۔

”وہ صاحب بیہاں سے سوار ہوئے تھے۔“
 ””شکر یہ!“ یہ کہہ کر اس نے کرایہ ادا کیا اور پیچے اتر گیا۔
 اب وہ سڑک کے ساتھ ساتھ پکھ دو ایک طرف چلا۔ پھر پکھ دو
 دوسری طرف چلا۔ اسے ایک گلی اندر آئی۔ آس پاس اور کوئی گلی نہیں تھی۔
 اس نے انداز دیکھا کہ ضرور اس گلی میں وہ گھر ہے جس میں اس نامعلوم شخص کو زہر دیا گیا ہے۔ محمود اس گلی میں چلتے رہا۔ اس کے پاس کوئی پیچہ نہیں تھی۔
 اس شخص کی تصویر تک نہیں تھی کہ کسی کو دیکھا کر کچھ معلومات حاصل کر سکتا۔ ان تمام باتوں کے باوجود وہ ایک بات جانتا تھا، جس کسی نے بھی اس غرب کو زہر دیا ہے وہ شخص پر سکون تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس کے پھرے پر ضرور پریشانی اور خوف کے شدید آثار ہوں گے۔ وہ سوچنے لگا کہ کیا کرے۔ آخر اس نے جیب سے ایک کاغذ لکھا اور لگائے قلم سے اس کا غذ پر اس شخص کی تصویر بنانے، اس کام کے پتیوں مادر تھے۔ کسی کو ایک نظر دیکھ کر اس کی ہو بہو تصویر بنا دانا ان کے لئے کچھ بھی مشکل کام نہیں تھا۔ جب تصویر مکمل ہو گئی

”بھی نہیں امیں نے اس شخص کو بھی نہیں دیکھا“

ساتھ ہی اس نے دروازہ اندر سے بند کرنا چاہا ایسے میں محمود نے
مرکاری ناگز آگے کر دی ... دروازہ بند نہ ہو سکا۔

”بھی آپ نے کیا کیا“

”دیکھنے جتاب! میرا تعلق سراغ رسانی سے ہے میں آپ سے
چکو سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ جوابات دینے پر آمادہ ہوں تو تمکے
درست پڑھ آپ کو پولیس اشیائیں لے جایا جائے گا اور وہاں ہمارے اگلوانے
کے طریقے اور ہیں۔“

”سک... کیا مطلب... آپ مجھے دھکی دے رہے ہیں؟“

”بھی نہیں! مٹھوڑہ“ وہ بولے۔

”اچھی ہاتھ ہے، آجی... کر لیں سوالات! یہیں مجھ پر ٹک کر
کے آپ کو فوس ہو گا کیونکہ میں اس شخص کو ہرگز نہیں جانتا۔“
”کیا یہ شخص آپ کے گمراج کسی وقت آیا تھا؟“

”بالکل نہیں اس نے کہا۔“

”غیر آپ مجھے ٹلاشی لینے دیں؟“

”آ جائیں... جب میں نے چکو کیا ہی نہیں تو میں کیوں ذردوں
ٹلاشی دینے سے؟“ اس نے جمل کر کھا۔

”آپ تمکے کہتے ہیں اس صورت میں آپ کو ڈرنے کی واقعی
کوئی ضرورت نہیں“ محمود یہ کہتے ہوئے مسکرا یا۔
پھر وہ اسے اندر حلے آیا اور دروازہ بند کر لیا۔
اس سے پہلے کہ آپ میرے گھر کی ٹلاشی لیں پہلے اپنے کاغذات

تو اس نے ٹھکی کے سب سے پہلے دروازے پر دستک دی چند سینک بعد اسی
دروازہ بھل گیا۔

”معاف کیجئے گا“ میں نے آپ کو حمت دی۔ ... میرا تعلق مکر
سراغ رسانی سے ہے۔“

”کیا مطلب... کیا مکر میرا سراغ رسانی میں اب بیجوں کو بھی ملازم
رکھا جانے لگا ہے؟“

”ہم لوگ بلا معاوضہ کام کرتے ہیں البتہ ہمارے والد مکھے میں
بات قادرہ ملازم ہیں“

”اوہ اچھا خیر... میں کیا غدمت کر سکتا ہوں؟“

”آپ نے اس شخص کو بھی نہیں دیکھا ہے۔“
یہ کہہ کر محمود نے تصویر اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی اور خود اس
کے پھرے پر نظریں بخادیں۔ تصویر کو چند سینک غور سے دیکھنے کے بعد
اس نے کہا۔

”بھی نہیں“ میں نے اس شخص کو پہلے بھی نہیں دیکھا“
”میرکری جتاب!“

اس نے کہا اس سے ہاتھ ملایا اور آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ
بند کر لیا۔ محمود کو یقین ہو چکا تھا کہ اس شخص کا تصویر وہ اسے دوڑ کا بھی
کوئی تعلق نہیں۔ وہ بالکل پر سکون رہا تھا۔ اس طرح وہ ایک ایک گھر کے فرد
سے مٹا ہوا آگے بڑھتا چلا گی۔ ٹھکی کے آخر میں ایک گھر سے نکلنے والا اوہ جیز
عمر کا آدمی اس تصویر کو دیکھ کر چونا۔ اس کی آنکھوں میں خوف نظر آیا۔ ہم
اس نے خود کو سنبھال لیا اور آواز کو پر سکون کر کے بولا۔

”اٹکل! کالی چون روڈ گلی نمبر 3 مکان نمبر 309 میں راحیل باز
ناہی شخص رہتا ہے، ملک خارج میں طازم ہے، اس کے بارے میں مکمل
معلومات چاہئیں اور ساتھ ہی اس کی خیریتگرانی بھی شروع کر دیں۔“
”کیا اس کا تعلق اس لاش سے ہے؟ اکرام نے جیران ہو کر کہا۔
”مرنے والا اس کی سے نکل آرٹیسی میں بیٹھا تھا اور پارک میں
ہمارے پاس پہنچا تھا، اس سے یہ بات کیے تھے ہو گئی کہ راحیل باز کا اس
معاملہ سے کوئی تعلق ہے؟“ اکرام نے شاید بر اسلامہ بنا کر کہا۔
”میں کہہ نہیں سکتا، لیکن نکل اسی پر جاتا ہے میں نے مرنے
والے کی تصویر بنا کر اس کی کے ایک ایک فرد کو دکھائی ہے، صرف یہ ایک
شخص تصویر دیکھ کر پریشان ہوا ہے ویسے اس کے گھر سے کوئی پیچہ نہیں ہی۔“
”خیریتگرانی شروع کر دیا ہوں، معلومات بھی لے لیتا ہوں۔“
”مشکر یہ لاش کے بارے میں کیا معلوم ہوا؟“
”اس کی جیب سے کچھ نہیں ملا، معلوم کیے ہوتا۔“ اکرام نے جملہ
کر کہا۔

”اچھی بات ہے، میں گھر جا رہا ہوں، ابا جان کی کیا خبر ہے؟ کیا
انہیں اس لاش کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے؟“
”نہیں اور مجھ تو بچے کسی سلسلے میں نکل تھے، پھر دفتر لوٹ کر نہیں
آئے اور اب دفتر کا وقت ختم ہو چکا ہے۔“
”اس کا مطلب ہے؟ ان سے بھی گھر ملاقات ہو گی... السلام علیکم،“
”ولیکم السلام،“ اکرام کے منہ سے لکلا۔
محمود نے موہاں پر بند کر کے جیب میں رکھا تھا کہ ایک سفید کار

وکھائیں اس بات کا بھی تو امکان ہے کہ آپ خود کوئی فراہم ہوں۔
”آپ کا مطالپہ درست ہے،“ یہ کہہ کر اس نے اپنا کارڈ اس کے
سامنے کر دیا کارڈ کو دیکھ کر اس نے سر ہلایا، کندھے اچکائے اور بولا۔
”بلیں پھر حاشی۔“
”آپ کام کیا کرتے ہیں؟“
”ایک سرکاری دفتر میں ملازم ہوں۔“
”آپ کا نام مجھے کا نام۔“
”یہ آپ حلاشی میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں۔“
”ہاں! حلاشی میں یہ الفاظ بھی شامل ہیں۔“
”اوکے امیر امام راحیل باز ہے، ملک خارج میں ملازمت کرتا
ہوں، وہاں دیکارڈ کیپر ہوں۔“
”مشکر یہ اب میں حلاشی لوں گا۔“
”ضرور اکیوں نہیں۔“

محمود نے اس گھر کی اچھی طرح حلاشی کی کوئی اعتراض کے قابل
چیز نظر نہ آئی، اُن گھر میں کسی حتم کا زہر نہیں سے ملا۔ آخر تک آکر اس نے کہا:
”محافِ سیجے گا جناب امیں نے آپ کو زحمت دی، واقعی اس
معاملے سے آپ کا دور کا بھی تعلق نہیں، اب میں اجازت چاہوں گا۔“
”اچھی بات ہے، مشکر یہ۔“
اور پھر وہ اس سے ماتحت ملا کر بنا ہر آٹھ بھی بھی سے باہر نکل کر اس
نے اپنے موہاں پر سب اسپکڑا کرام کے نمبر ڈائل کیے، اس کی آواز سن کر
بولا۔

حملہ ہو گیا

قاروق نے اندر چھلانگ لگادی۔ ساتھ ہی فرزانہ نے دروازہ بند کر دیا اور پھر کوئی پورے زور سے دروازے سے گلایا۔ انہیں یوں لگا کہ دروازے کے قبستے اپنی ہندگ سے کھل گئے ہوں۔ ان پر خوف سوار ہو گیا۔ ”جلدی کرو قاروق! دروازے سے ٹکرانے والا بہت طاقت و رہے، شاید دروازہ ٹوٹ جائے اور میں نے اس کے پیچے بھی کچھ لوگوں کو آتے دیکھا ہے۔“

”ارے باپ رے! پہلے تو میں ابا جان کو فون کرتا ہوں، تم دروازے پر نظر رکھو... امی جان کیا آپ تیار ہیں؟“

”میں باور پھی خاتے والا سورج سنبھال پھی ہوں۔ تم بھی یہاں نہ کھڑے ہو اپنے کمرے میں جا کر دروازہ بند کرو اور یا میں بامہدوائی کھڑکی بھی بند کرو،“ تیکم جشید نے جلدی جلدی کہا۔

انہوں نے فوراً اپنے کمرے کی طرف چھلانگیں لگادیں۔ دوسرا نئی لمحے وہ دروازہ بند کر چکے تھے۔ پاکین باغ وائی کھڑکی پہلے ہی بند تھی۔ ”تم کیا چکر ساتھ لے آئے؟“ فرزانہ نے نہ اسامنہ بنایا۔

طوفان کی سی رفتار سے گلی کے موڑ تک آئی۔ اس نے زبردست انداز میں بریک لگائی اور گلی میں داخل ہو گئی۔ محمود کو حیرت سی ہوئی۔ اس کے قدم و پیس جم گئے، جلد ہی اس نے کار کو راحیل باز کے گھر کے سامنے رکتے دیکھا۔ اب تو وہ چونک اخفا۔

کار سے نکل کر کوئی شخص دروازے پر جا کھڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے اسے گھر کے اندر جاتے دیکھا۔

محمود حیر کی طرح کار کی طرف لپکا۔ لیکن اس وقت وہ شخص واپس آتا نظر آیا اور اس سے پہلے کہ محمود کار تک پہنچ پاتا۔ وہ اس میں بینٹھ پکا تھا اور کار آگے بڑھ پہنچی تھی۔

یہ گلی دوسرے کوں کے درمیان میں تھی اسی لیے دونوں طرف لکھا جا سکتا تھا۔ محمود دوڑ کر مردک کے کنارے پہنچا۔ کار بنا کی رفتار سے اڑی چار ہی تھی۔ اس نے تیکی کی علاش میں نظریں دوڑائیں۔ در تک کوئی تیکی نظر نہ آئی۔ اس وقت تک کار نظریوں سے اوچھل ہو چکی تھی۔ وہ تیزی سے پلٹا اور راحیل باز کے گھر کے سامنے پہنچا۔

گھر کا دروازہ مکھلا تھا۔ اندر نظر ڈالنے ہی اس کا اور پر کا سانس اور پر نیچے کا نیچے رہ گیا۔



"مرنے والے کی جیب سے جو کچھ نکلا ہے... وہ ہمارے
حوالے کر دیں ہم باہر سے چلے جائیں گے"
"جانے تو خراب ہم نہیں دیں گے" قروق نے فوراً کہا۔
فرزانہ نے اسے اشارہ کیا کہ اسے باتوں میں لگائے رکھو۔ اور
خود موبائل پر اپنے والد کے نمبر ڈال کرنے لگی۔ لیکن سلسلہ نہ ملا۔ تھک آگر
اس نے سب اپکڑا کرام کے نمبر ڈال یہے۔ اس کا فون بھی بند تھا۔ اب
اس نے سب اپکڑا محمد حسین آزاد کے نمبر ملائے اس نے فوراً کہا۔
"بالووا"

"بالوئیں انکل السلام علیکم"

"اوہوا یہ تو فرزانہ صاحب کی آواز ہے"

"فوراً گھر کی طرف دوڑ پڑو۔ ہم پر زور دار حملہ ہوا ہے جملہ آور
بیرونی دروازہ توڑ پچے ہیں اور اب اندر وہی دروازہ توڑنے کی تیاری میں
ہیں"

"ارے باب رے... آردہا ہوں"

فرزانہ نے فون بند کر دیا۔ اور باہر جی گئی۔

"انہوں نے فون کر دیا ہے دروازہ توڑ دا بہار سے پاس... ارے باب رے... یہ کیا...! اتنا گرم پانی کہاں سے آگرا..." وہ چیخا۔
قاروچ اور فرزانہ مسکرا دیے۔ اس کا مطلب تھا ان کی والدہ نے
اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ اور اب وہ تم از کم ان کا دروازہ توڑنے کی کوشش
تو کرنیں سکتے تھے۔

"وو... وہ دیکھو... پانی کی دھار باور پی خانے کی طرف سے آ

"میں چکر ساتھ نہیں لایا" قروق نے اسے گھوڑا۔

"تب پھر....؟" فرزانہ نے بھی جواب میں اسے گھوڑا۔

"چکر مجھ ساتھ نہ لایا ہے"

"عد ہو گئی ہے کوئی تک..... اب اگر دروازہ ٹوٹ گی تو...؟" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"میا گلوائیں گے..."

"تو بہے تم سے..." فرزانہ جعلانی۔

"مجھ سے کیوں! اللہ سے تو بہے کردا اور مدد آوروں سے بگرانے کا پروگرام ترجیب دے لو"

"کوئی کام تم بھی کر لو"

"وہ جھیں بتانے کا کام کر تو رہا ہوں"

میں اس لمحے دروازہ ٹوٹ گیا اس کے بعد امام سے گرنے کی آواز
ٹائی دی۔

"دروازے کی مرمت کے پیسے تو خیراب ہم تم سے لے کر رہیں
گے اگر تم فرار نہ ہو گئے تو بھاگتے ہوئے بھی ہم تمہاری لکھنؤی ضرور
اتار لیں گے... تاکہ ضرب الشیل پوری ہو جائے"

"عد ہو گئی... کیا یہ وقت اوت پنائیگ باتیں کرنے کا ہے"

"اس پر بعد میں غور کریں گے"

"دروازہ کھولو... درست اس کو بھی توڑ دیا جائے گا" باہر سے کوئی
چیخا۔

"معاملہ کیا ہے بڑے بھائی"

رہی ہے.... آپ باؤر پچی خاتے کا دروازہ توڑتے ہیں۔ میں دروازے پر تو
ہمارے اوپر پائی تھیں گر سکے گا۔ ان میں سے ایک کی آواز سنائی دی۔
ان کی سلی گم ہو گئی....

"ٹھہرو! ادھرنہ جاؤ.... ہم دروازہ کھول رہے ہیں" فرزانہ نے
چلا کر کہا۔

"دماغ تو نہیں مل جی.... میرے پاس اس شخص کی جیب سے
لٹکنے والے پکھ کا لذات ہیں"

"ارے باپ رے.... اس کا مطلب ہے.... یہ نیک کہدا ہاتھا"
"ہاں ای یہ دہاں پارک میں کسی درخت کے پیچے چھپا ہوا تھا اور
سب کوہ دیکھ رہا تھا۔ میں خوف مرنے والے کو تھا"۔
"مرنے والا کون تھا"

"ابھی پچھے معلوم نہیں"

ایسے میں انہوں نے باور پی خانے کے دروازے پر گر کتے سنی۔
"خیروارا اگر تم نے باور پی خانے کا دروازہ توڑا" فاروق
گرجا۔

"تو کیا کرو گے تم"

"ابھی تاتے ہیں.... بہت لحاظ کر لیا ہم نے تھہارا"

"یہ تو اور زیادہ اچھی بات ہے" باہر سے نہیں کہا گیا۔
"کون سی بات؟"

"یہ کہ اب تم ہمارا لاحاظہ نہیں کرو گے.... ہم بھی یہی چاہتے ہیں"

"فرزانہ دروازہ کھول دو.... ایسا نہ ہو کہ باور پی خانے کا

دروازہ ٹوٹ جائے"
"(اچھی بات"

فرزانہ دروازے کی طرف بڑھی اور فاروق نے جیب کی چیزوں
اپنی الماری کے خیہ خانے میں سر کا دین خیہ خانہ بند کر دیا گیا۔
جو بھی دروازہ بھلا کھلا جمل آور ان کی طرف الٹ پڑے انہوں نے
دیکھا۔ وہ چار پیشہ درغذہ سے تھے۔ وہ چاروں ان کی طرف پڑے ہی تھے کہ
باور پی خانے سے پھر ان پر تیز گرم پانی کی دھار پڑا۔ ان کی چیزوں نہیں
ٹکس۔ وہ بھلا کر باور پی خانے کی طرف پلت پڑے۔
اب فاروق اور فرزانہ کرے سے نکلنے کی وجہ میں آگئے۔ فاروق
نے بند آواز میں کہا۔

"ای جان! آپ دروازہ اندر سے بند رکھیں! ہم انہیں دیکھ لیں
گے"

وہ چاروں پھر ان کی طرف پڑے۔ اب ان کے چیزوں پر شیطانی
سکراہت صاف نظر آ رہی تھی۔

"آخر فکار ہمارے چال میں آئی گیا۔ مرنے والے کی جیب
سے جو کچھ لٹا ہے وہ کہاں ہے" ان میں سے ایک نے نہیں کہا۔

"بہت خوب بہت شامدار" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
"یہ کیا جواب ہوا بہت خوب بہت شامدار" ہم نے تم سے ان

چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے جو اس کی جیب سے ملی ہیں"

"کس کی جیب سے؟" فرزانہ فوراً بولی۔
"مرنے والے کی جیب سے"

"اس کا کچھ نام تو ہے، فرزانہ سکرائی۔"

"کام کی بات کرو۔"

"تم لوگ ہماری خاشی لے لو۔"

"تم نے وہ چیزیں گھر میں کہیں چھپا دی ہیں اور غالباً اس کرے میں جس میں ابھی تم تھے۔"

"تم کرے کی خاشی لے سکتے ہو۔"

اہم تمہارے مندے کیوں نہ اگولیں۔

ان الخاڑ کے ساتھی اس کا پستول ان دونوں کی طرف تن گیا۔

"بس صرف دس تک گتوں کا... اگر تم نے شہتایا تو اس پستول کی گولیاں تمہارے سینے میں اتر جائیں گی۔"

"جب پھر دس تک گئنے کی بھی کی ضرورت؟ پہلے گولی چلا دے پھر سکتے رہنا تو تک فاروق سکرایا۔"

"تم پاگل تو نہیں ہو۔"

"میرے بارے میں کچھ لوگوں کا ہمیں خیال ہے، لیکن ویکھنے میں آیا ہے کہ وہ خود پاگل ہوتے ہیں۔"

"یہ ایسے نہیں بتائیں گے ان میں سے ایک کے سیدھیں گولی اٹا رہو... دوسرا فرفر بولے گا۔"

"آخر سینے میں اسی کیوں... کہیں اور گولی نہیں اٹا رہ سکتے، فاروق نے بر اسمانہ بتایا۔"

"ایک دو تین چار... اس نے مجھے اس کا جلد سہی نہیں بس چھنے لگا۔"

"رک کیوں گئے آگے بھی گزو، فاروق نے فوراً کہا۔

"پانچ چھ سات آنھے..."

اس نے پھر گنا، لیکن آنھے پر رک گیا۔

"اوہ! آخ رک کیوں رہے ہو، کیا تمہیں دس تک گئی نہیں آتی؟"

"فاروق جھلا گیا"

"نو..... دس..... آخ راس نے کہا۔

ساتھی ایک فائز ہوا فاروق بھل کی سرعت سے اپنی چکر سے اچھا گولی اس کے پیچے سے کل گئی۔

"کوئی پر وائیں کب تک اچھل کر بچاؤ گے... یا لو؟"

اس نے ایک فائز اور جھوک دیا، لیکن اس پارنسٹا فرزانہ کا لیا تھا۔ اس کا خیال تھا فرزانہ بے خبر ہے اس کا خیال قلل لکلا۔ فرزانہ ترے سے گری اور دوسری طرف لا رک گئی۔

ایسے میں دروازے کی گھٹنی بیج آئی۔ ان کے چہرے کھل گئے۔ اگر چھٹنی بجائے کانڈا زان کے والد کا نہیں تھا لیکن کوئی تو آیا تھا اور اس کی دل اندازی سے حالات کوئی پڑا کھا سکتے تھے۔

"جیکی! دیکھو کون ہے... دروازہ نہ کھول دینا۔"

"فکر نہ کرو۔"

وہ دروازے پر پہنچا اباقی لوگ ہوں گی طرح ساکت کھڑے نظر آئے۔ پھر اس نے ہاک لگائی۔

"بماہر کون ہے؟"

"اسپکر جمیش کا پڑوی شیخ عبدالعزیز خان"

قدم قدم پہنگا مہ

صحن میں راحیل باز کی لاش پڑی تھی اور اس کا صاف مطلب یہ تھا
کہ سفید کارہ الائے فتح کر کے خود فرار ہو چکا تھا۔ وہ شتو کار کا نمبر لوٹ
کر سکا اور نہ اس کا طیبی دیکھ سکا۔
اس نے پر بیانی کے عالم میں سب انسکلا اکرام کے نمبر خلاۓ۔
اس کی آواز سنتے ہی وہ بولا:

”بچے انکل، بگرانی کی اب کوئی ضرورت نہیں رہ گی“
”کیا مطلب؟“

”اب وہ لاش میں تبدیل ہو چکا ہے۔
”عن نہیں...“ اکرام کے منہ سے لکھا۔

”آپ کے عن نہیں کرنے سے وہ زندہ تو ہونے سے رہا“
”پہ نہیں کیا پچک شروع ہو گیا بیٹھے بخانے ابھی ایک لاش سے
قارغ نہیں ہوئے کہ دسری پچک پڑی۔“
”قلرن کریں انکل! اگر یہی حال رہا تو تیری سے بھی ملاقات ہو

گی۔

”اچھا تم وہیں تھے وہیں آ رہا ہوں“

”کیا چاہتے ہیں؟“ اس نے دروازہ کھولے بغیر کہا۔

”انسکل جمیش کو ایک ضروری اطلاع دوں گا... ابھی ابھی جس شخص
کی لاش ملی ہے... اس کے بارے میں پیغام ہے۔“

”اوہ اچھا! ایک منت...“

یہ کہ کہ اس نے فوراً دروازہ کھوں دیا اور پھر ہاہر کھڑے آدمی کو
پاڑو سے کٹا کر بھینج لیا۔

”ارے ارے! یہ کیا کر رہے ہیں؟“ دھھن چلا اٹھا۔

اس نے دروازہ اندھے سے بنڈ کر دیا اور خرا کر بولا۔

”ہاں اب اپ تاؤ... کون ہوتا“

”پچ پڑو سی... انسکل جمیش صاحب کا... کہاں ہیں وہ...“
فاروق اور فرزانہ تو یہ ہیں... جب پھر تم کون لوگ ہو، وہ یوں کھلانے ہوئے
انداز میں بولا۔

”وہ اطلاع کیا ہے؟“ حملہ آ دروں میں سے ایک نے خرا کر کہا۔

”گک... کون سی اطلاع؟“ اس نے جیران ہو کر کہا۔

”ابھی ابھی جو لاش ملی ہے اس کے بارے میں کیا اطلاع تم
انسکل جمیش کو دینا چاہتے ہو؟“

”کون سی لاش؟“ اس نے جیران ہو کر کہا۔

”کیا مطلب؟“ وہ چاروں اور بھروسہ اور فرزانہ کی طرح چوکے۔

=====

اور پھر اکرام وہاں پہنچ گیا۔ اس کے عملے نے اپنا کام شروع کر دیا۔ انہوں نے گھر کی خلاصی شروع کی۔ گھر میں راحیل ناز کے علاوہ کسی کی موجودگی کے آثار نظر نہ آئے۔ گواہ اکیلا ہی رہتا تھا۔ جب گھر سے کچھ نہ طا تو سامنے والے پڑوی کو بنا لایا گیا۔ اب تک وہاں راحیل باز کے قتل کی خبر پہنچی تھی اور آس پاس کے لوگ خوف زدہ تھے۔

”آپ ان کے بارے میں کیا بتاتے ہیں؟“

”یہ ملکہ خارجہ میں ملازم تھے اکٹھے رہتے تھے، ان کے چھے کے لوگ یا چھے سے تعلق رکھنے والے اکثر یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔“

”یہ تو ہو گئیں عام باتیں کوئی خاص بات بتائیں۔“

”خاص باتیں ان کے بارے میں کوئی بھی بات بتائیں گا۔ اس نے کہیے میں کسی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے..... سب سے کث کر رہتے تھے۔“

”اچھا خیر! کوئی بات نہیں۔ اب ہمیں اسکے دفتر سے معلومات حاصل کرنا پڑیں گی۔“

یہ کہہ کر سب اسکے اکرام نے ملکہ خارجہ کے دفتر فون کیا۔ اپنا تعارف کرنے کے بعد اس نے کہا:

”ہمیں راحیل ناز کے بارے میں معلومات چاہیں۔“

”میں.... کیا مطلب.... کس کے بارے میں معلومات چاہیں؟“

”راحیل ناز کے بارے میں۔“

”وہ یہاں ریکارڈ کیپر ہیں۔“

”کیا وہ آج ذمیٰ پر آئے تھے۔“

”بھی نہیں، وہ سات دن کی کھنچی پر ہیں۔“

”آپ کے معلوم ہو جانا چاہیے۔ انہیں ابھی تمہاری دری پہلے کسی نے قتل کر دیا ہے۔“

”کیا....؟“ مارے چیرت اور خوف کے کہا گیا۔

”باق جناب! آپ یہ خبر اپنے دفتر کے انچارج صاحب کو سنا دیں، اگر وہ ہم سے بات کرنا چاہیں تو ہم یہاں ان کے گھر پر موجود ہیں۔“

”اوہ..... اچھا۔“

فون بند کر کے اکرام محمود کی طرف مرا۔

”یہ شخص ملکہ خارجہ میں ریکارڈ کیپر تھا۔ تمہاری کہانی یہ کہتی ہے کہ پارک میں جو شخص مرالسے زہر یہاں دیا گیا تھا اور غالباً راحیل ناز نے اسی دیا تھا۔ کیونکہ جوئی تھی یہاں اس سے اس سلطے میں بات کرنے آئے اور اس کے گھر سے لفکھا۔ اس نے کسی کو یہ خبر دی کہ وہ شخص مارا جا چکا ہے، لیکن ملکہ خارجہ رسانی والے اس تک پہنچ گئے ہیں۔ چنانچہ فوراً انہیں اسے ختم کر دیا گیا۔ تاکہ ہم اس سے پارک میں مرالے والے شخص کے بارے میں معلومات نہ حاصل کر سسیں۔“

”بھی ہاں انکل اپا لکل بھی بات ہے اور اب یہری بے چینی میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے۔ مجھے فوراً گھر پہنچ جانا چاہیے..... ہم اب یہاں کو اس کیس میں فوری طور پر شامل کر لیتا چاہتے ہیں۔“

”تم تھیک کہتے ہو... گھر پڑے جاؤ... کوئی خاص بات معلوم ہوئی تو میں فون کروں گا۔“

محدود جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ فون کی کھنچی بخڑھی۔ اکرام نے

پک کر ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف سے کوئی بہت گھبرا کی ہوئی آواز میں کہہ رہا تھا۔

”آپ وہی ہیں نا... جس نے ابھی ابھی راحیل ہاز سے قتل کی اطلاع دی تھی۔“

”میں ہاں بنا لکھ۔“

”معاملہ صدر بے خطرناک ہے۔ راحیل ہاز کے پاس ایک بہت اہم فائل تھی۔ وہ اس کی الماری میں نہیں ہے... مہربانی فرما کر اس کے گھر کی فوری طور پر حلائی لیں اور اگر فائل مل چالی ہے تو اس کی حفاظت شروع کر دیں۔“

”گھر کی حلائی ہم پہلے ہی لے پکے ہیں۔ یہاں سے کچھ بھی نہیں ملا۔“

”تب پھر... اس کا مطلب ہے... فائل عائد ہے... ارے باپ رے... نن... نہیں... نہیں... وہ جو کوئی بھی تھا نہی طرح چلا اٹھا۔

”آپ کون ہیں وہ فائل کیسی تھی... جلدی بتائیں۔“

”میں دفتر خارجہ کا ذیپی سکریٹری بات کر رہا ہوں۔ راحیل ہاز میں دفتر میں ریکارڈ کیا تھا۔ ابھی چھر دوز پہلے ایک اہم فائل اس کے حوالے کی گئی تھی... اب مجھے آپ کی طرف سے اطلاع مل رہی ہے کہ اسے کسی نے قتل کر دیا ہے اور وہ فائل بھی اس کے گھر میں نہیں ہے۔ اس صورت میں یہ خبر بہت خوفناک ہے۔“

”وہ کیسے؟ اس فائل کی کیا اہمیت ہے؟“

”وزارت خارجہ کی طرف سے اس فائل کی خاص طور پر حفاظت

کرنے کی پدالیات موصول ہوئی تھیں، اس پر کچھ کام کیا جانا تھا، اس غرض کے لیے وہ راحیل ہاز کے حوالے کی گئی اور شاید ابھی اس نے فائل پر کام شروع بھی نہیں کیا تھا کہ اسے قتل کر دیا گی۔“

”آپ نے اب تک یہ نہیں بتایا کہ فائل میں تھا کیا؟“

”افسوں! ہم یہ بات نہیں بتا سکتے۔“

”خیر... فائل کا نمبر وغیرہ کیا تھا۔ کیونکہ قبر کے بغیر ہم اس کو کیسے حلش کر سکتے ہیں بھلا۔“

”ہاں! یہ بات بھی ہے... خیر آپ سے درخواست ہے، اس فائل کو جلد از جلد حلش کر لیں... اس کا نام R.351.A ہے۔“ آپ سے اسکے اکرام میں یعنی اسکے جمیلے کے استثناء

”میں ہاں! ایک بات ہے۔“

”بہت بہت شکریہ...“ ان الفاظ کے ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

دو فوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ پھر اکرام نے کہا۔

”فائل کا منہ سمجھیں ہے... تم فوراً گھر پہنچو۔... فاروق کے پاس دہ کا نہادت موجود ہیں، جو اس نام معلوم آدمی کی جیب سے ملے ہیں۔ ان سے اگر ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے تو شاید ہم فائل تک پہنچ جائیں۔... کیونکہ وہ امانت فائل ہے۔... اور وہ اس کے گھر میں ہے۔ یعنی یہاں سوال یہ ہے کہ جو لوگ اس سارے چکر کی پشت پر ہیں، انہیں اس شخص کا گھر کیوں نہیں معلوم...“

”بھلا اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں،“ محمود مکرایا۔

محود لاش سے میرے ماتحت بنتے رہیں گے.... فائل کا معاملہ اتم اور پر اسرار ہوتا جا رہا ہے اور اسکے صاحب کا کوئی پامنگی۔
”ایک تو ابا جان ایسے موقعوں پر غائب ہو جاتے ہیں“ محود نے کہا۔ اکرم سکردا دیا پھر وہ دونوں بیپ میں گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ آخر وہ دروازے پر پہنچے انہوں نے دیکھا گھر کا پیر و فی دروازہ تو ناچھتا اتحاد دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔

=====

”خیر.... تم کچھ نہ کہو اور اب اللہ کے لیے روانہ ہو جاؤ... میں بھی اس لاش کو اٹھوانے کے بعد ادھر ہی آ رہا ہوں“
”میں اچھا“

محود چانے کے لیے مراہی تھا کہ ایک پار پھر فون کی تھی بھی۔ دونوں چوکے پھر اکرم نے فون کان سے لگالیا۔
”اکرم! یہ تم ہو...“

دوسری طرف آئی تین شاخ نثار احمد تھے۔ اکرم کے پھرے پر گھبراہست کے آہا نظر آئے۔ اس نے فوراً کہا۔

”میں ہاں ایسے میں ہوں سر... خیر تھے سر؟“
”مکمل خارجہ کے ذمیں سید کریم سرفراز احمد خان نے ابھی ابھی تم سے بات کی ہے...“
”میں سر...“

”انہوں نے جس قائل کی بات کی ہے تمام کام چھوڑ کر اس فائل کی خلاش میں جت جاؤ... میں نے جمیل سے رابطہ کی کوشش کی ہے، لیکن اس کا فون بند ہے نہ چانے وہ کہاں ہے.... بہر حال.... تم تو شروع ہو جاؤ اور محود، قارروق اور فرزاد کو اپنے ساتھ ملا لو۔“

”وہ پہلے ہی اس کیس میں شامل ہیں...“
”اوہ ہوا چھا.... وہ کیسے... لیکن نہیں یہ تانے میں وقت ضائع ہو گا، کہیں اس فائل کو کھونڈ بیٹھیں... تم ذرا تیزی سے حرکت میں آ جاؤ“
”بہت بہتر سر“

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ اکرم نے اس سے کہا آؤ۔

آوازِ کوموت

چاروں غنڈوں کے ساتھ انہوں نے اپنے پڑوی عبد العزیز خان کو حیرت زدہ انداز میں دیکھا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟" فاروق کے منہ سے اٹکا۔

"کون ہی بات کیا ہوئی....." عبد العزیز نے کندھے اپنکائے۔
"اہبی اہبی جب آپ دروازے پر پہنچئے تھے تو آپ نے دستک دے کر کہا تھا کہ آپ اسکیز جو شید کو اس لاش کے پارے میں کوئی اطلاع دینا چاہتے ہیں جو ابھی ابھی ملی ہے... لبذا ہم نے دروازہ کھول دیا اور آپ آپ کہہ رہے ہیں کون ہی لاش یہ کیا بات ہوئی؟"

"بات دراصل یہ ہے کہ میں نے باہر سے گزرتے ہوئے اندر گز بڑی آوازیں شیش تو کان دروازے سے لگادیے..... اس طرح میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اندر لازمی گز بڑبے سو میں نے دستک دے ڈالی تاکہ آپ لوگوں کے پیچھے کام آسکوں۔"

"آپ کا بہت بہت شکر یہ آپ بہت اچھے پڑوی ہیں۔ پڑوی کو ایسا ہی ہوتا چاہیے،" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن یہاں آ کر شاید آپ نے خود کو مصیبت میں ڈال لیا ہے۔"

ہم تو پہلے ہی مصیبت میں تھے۔

"کیا مطلب؟" عبد العزیز خان چوٹ کے۔

"مطلوب تمہیں ہم بتاتے ہیں.... یہ دیکھو! ایک غنڈے نے کہا۔

ان کے ہاتھوں میں پتوں دیکھ کر عبد العزیز صاحب تو گے کاہنے۔

"یہ لو..... یہ آئے ہیں تمہاری مدد کرنے اپنی مددو بھائی صاحب کرنسیں سکتے۔ ایک غنڈہ ہے۔"

"اچھا تم اب ایک طرف بیٹھ جاؤ... فی الحال تو ہم تمہیں واپس بھیج نہیں سکتے اور تم دونوں اپ ایک لمحہ صالح کے بغیر یہ تارہ اس لاش کے پاس سے جو کچھ طالب ہے وہ کہاں ہے؟"

"یہ..... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا کیسے ہو سکتا ہے؟" تیسرا غنڈا سے گھوکر بولا۔

"ایک لمحہ صالح کے بغیر بھلا میں کیسے تا سکتا ہوں بتاتے میں تو کسی لمحے لگ جائیں گے۔"

"تم ادھر ادھر کی یا توں میں وقت بہت صالح کرتے ہو اور بال کی کھال بہت اتارتے ہو۔ اب اگر یہ نہیں بتاتے تو ان دونوں کو گولیاں مار دو۔ اور ساتھ ہی اس عبد العزیز کو بھی.... بلا وجہ پک پڑا... پکے آم کی طرح، ایک نے جلا کر کہا۔

"آپ..... نے مجھے آم کہہ کر میری توہین کی ہے وہ بھی پکا آم۔"

عبدالعزیز نے من بنانے کر کھا۔
اور پھر ان کے پتوں ان تینوں کی طرف تن گئے ایسے میں
باور پیشی خاتمے سے آواز آئی۔

"تیادو بھی... وہ چیزیں ہمارے کس کام کی؟"
"کیا تیادیں؟ امی جان، آپ کن چیزوں کی بات کر رہی ہیں؟"
قاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"بھی وہی چیزیں جن کی حلاش میں یہ لوگ ہیں، جن کے بارے
میں ان کا کہنا ہے کہ لاش کی جیب سے ملی ہیں۔"

"میں وہ چیزیں اپنی دے تو دیتا، لیکن دون گانہیں" قاروق نے
پے چارگی کے عالم میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی؟ فرزانہ کے بھے میں جیبت تھی۔"

"بات یہ ہوئی کہ میں خودا بھی ان چیزوں کا جائزہ نہیں لے سکا"
ان میں اگر کچھ کاغذات ہیں تو میں ان کو ابھی پڑھنیں سکا، جب تک میں
پڑھنے والوں دیکھ لوں، میں وہ انہیں دے سوں سکتا چاہے یہ مجھے ملگ.....
گوئی ہی کیوں نہ مار دیں؟"

"ملگ..... گوئی کیوں صرف گوئی کیوں نہیں؟" فرزانہ نے حیران
ہو کر کہا۔

"اب تم بھی میری طرح ہاں کی کھال اتنا رنے لگئیں۔"

"پہنچ دیں گے" موت سے ان کی ملاقات کروادیں"
"ملاقات بھی کروادیں تو کس سے" قاروق ملنے مری مری آواز
میں کہا۔

"تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ اگر ان لوگوں نے جھیں پتوں کی
گولیوں کا شات بنا دیا تو تم اسکے صاحب کو کیا جواب دے گے؟" عبد العزیز
نے پریشان ہو کر کہا۔

"سوچنا پڑے گا" قاروق نے فوراً کہا۔

"کیا سوچنا پڑے گا؟"

"یہ کہ ان کی گولیوں کا دکار ہو جانے کی صورت میں ہم ابا چان کو
کیا جواب دیں گے؟"

"خیر سوچ لو، کوئی جلدی نہیں" فرزانہ مسکرا کی۔

"سکھاڑے اجھیں کیا ہو گیا ہے؟ کب تک ان کی ہاتھیں سنوئے
ثتم کر دو انہیں اور اسے بھی.... پھر ہم وہ چیزیں یہاں سے برآمد کر دیں گے"

"واو! کیا چیزیں دلداری" فرزانہ نے پھٹکا رہا۔

"کیا ہو گیا تھیں" قاروق نے اسے گھورا۔

"اب میں کیا کروں" سکھاڑے میری پسندیدہ چیزیں"

"دیکھا تم۔ ... دیکھا" ایک لختہ چیخا۔

"ہاں... دیکھا" عبد العزیز نے بوکھلا کر کہا۔

"چپ رہو... باوجہ تک پڑے۔ تمہاری کیا ضروری تھی بھلا؟"

"جب پھر... مہربانی فرمائ کر بھگھے جانے دیں"

"اب یہاں سے مر کر ہی جاؤ گے"

"خیر کوئی بات نہیں چلا تو جاؤں گا" عبد العزیز نے خوش ہو کر

کہا۔

"اوہو! یہ کہہ رہے ہیں میر کرہی جائیں گے"

"من... نہیں... امرے باپ رے ایسا مذاق نہ کریں.....
میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں"

"میں فائز کر رہا ہوں" سکھاڑا اغز ایا۔

"یا اللہ رحم"

اور پھر سکھاڑے نے قاروق کے دل کا نشان دے لیا، اس کی انگلی
فریگر پر دباؤ دلتی محسوس ہوئی۔

"نہیں... نہیں ایسا کرو" عبد العزیز نے کہا، پھر وہ ترے سے گرا
اور فرش پر لٹھا کیا۔ گراہی بہت بھوٹے طریقے سے اور لڑکا اور بھی
بے ذہب انداز سے سکھاڑا اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور بھی وقت تھا جب
قاروق نے اس کی طرف چھلانگ لکائی۔

دونوں ہزارام سے فرش پر گرے۔ سکھاڑے کے ہاتھ سے
پستول نکل گیا۔ وہ فرش پر چھٹا عبد العزیز کے پاس آ گیا۔

"امرے باپ رے.... پپ پستول" عبد العزیز نے بوکھلا کر کہا
اور بدحوابی کے عالم میں اس کو اخالیاً اس کارخانے چاروں کی طرف کر دیا
انگلی فریگر پر دباؤ دلانے لگی۔

"شاپاش عبد العزیز صاحب... کر دیں ان پر فائزگ"

"سگ... کیسے کر دو... میں نے تو زندگی میں کبھی پستول نہیں
چلایا، نہ مجھے تباہ لیتا آتا ہے" اس نے کامپی آواز میں کہا۔

"امرے باپ رے.... اس طرح تو گولی ہم میں سے بھی کسی کو
لکھنے ہے" قاروق فرمرا گیا۔

"خبردار فریگر نہ دبانا" سکھاڑا اچھا۔

"تب... تب پھر کیا دباؤں بڑے بھائی... کیا اس کی نال دبا
دوس"

"نال کارخانی طرف کر کے فریگر دباؤ" ایک غنڈا ابوالا۔

"اچھی بات ہے.... یہ لو"

یہ کہہ کر عبد العزیز نے نال کارخانے پہنچے چھرے کی طرف کر دیا اور
لگ فریگر دباؤ نے۔ یہ دیکھ کر قاروق اور فرزاد بری طرح گھبرا گئے۔

"امرے باپ... کیا کر رہے ہیں؟ کیوں اپنی آواز کو موت دے
رہے ہیں؟" قاروق پتختا۔

"تن نہیں تو... میں تو نہیں دے رہا اپنی آواز کو موت"

"حد ہو گئی... اپنی موت کو آواز" فرزاد نے کھٹکا کر کہا۔

"وہ بھی نہیں دی.... پہنچنے آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"

عبد العزیز نے گھبرا کر کہا۔

"اگر آپ فریگر دباؤ میں سے تو اس سے لفٹنے والی گولی خود آپ کو

ثتم کر دے گی"

"تن نہیں...." یہ کہتے ہوئے وہ مارے خوف کے اچھلا۔ ساتھ

یہ اسکی انگلی دب گئی... گولی چلنے کی آواز گونج آئی۔

ساتھ ہی ایک دل دوزیجی سنائی دی... انہوں نے عبد العزیز کو

گرتے ہوئے دیکھا۔ عبد العزیز کے علاوہ ایک غنڈہ بھی گرا۔

"آپ... آپ نمیک تو جن" قاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"سک... کون... میں کون ہوں؟"

"حمد ہو گئی، پوچھ رہے ہیں... میں کون ہوں۔ بھائی آپ عبد العزیز ہیں... ہمارے پڑوی،" اُرے باپ رے... یہ... یہ تو مر گیا۔ فرزانہ کی کامی آواز سنائی دی۔

"لگ کوں... عبد العزیز صاحب... دماغ تو نہیں چل گیا... یہ توہین کر رہے ہیں" فاروق نے اسے گھورا۔ "ادھر دیکھو... میں اس غندے کی بات کر رہی ہوں۔" اب وہ اس کی طرف مڑے۔ وہ واقعی دم توڑ چکا تھا، گولی اس کی کن پتی پر گئی تھی۔

"یہ... یہ کیسے مر گیا۔" عبد العزیز نے بوکھا کر کھا۔ "آپ نے تو نکدہ بایا تھا نا... میں گولی اسے لگ گئی۔" لیکن کپے... پستول کا رخ تو میری طرف تھا۔ اس کے پھر میں جھرت ہی جھرت تھی۔

"یہ توہام اس گولی سے پوچھیں گے" فاروق جل گیا۔ "مم... میرا بھائی... مر گیا... اس بیوقوف پڑوی نے اسے مار ڈالا، اب... اب میں اسے نہیں چھوڑوں گا... چاہے اب خود میں بھی مارا جاؤں" یہ کہتے ہوئے ایک غندے نے عبد العزیز پر چھلانگ لگادی۔ وہ خوف کے عالم میں بجا گا اور محمود اور فاروق کے کمرے کے دروازے سے ٹکرایا۔ دروازہ دوڑرام سے کھلا اور عبد العزیز اندر جا گرا۔ اس کے پیچھے ہی وہ غندہ اچھلانگ لگا چکا تھا، وہ بھی کمرے کے اندر نظر آیا۔ عبد العزیز گمراہت میں دروازہ بند کرنے کے لیے پلت پکا تھا۔ ادھر غندہ

اندر گرا دھر اس نے پھٹکی لگادی۔

"حمد ہو گئی... ضرورت تھی باہر آنے کی... رہ گئے اندر اور دروازہ بھی اندر سے بند کر لیا" فاروق نے حملاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"اکل! دروازہ کھول کر گھن میں آ جائیں... ورنہ آپ تو گئے کام سے... اس پر انتقام کا بھوت سوار ہے..."

"بھوت... کہاں ہے بھوت... نہیں" عبد العزیز کی آواز گوئی۔

"اب میں اسے دروازہ ٹھنک کھولنے دوں گا... اس نے میرے بھائی کی چانلی ہے... اب دروازہ اس کی موت کے بعد ہی کھل لے گا۔"

"اُرے باپ رے... اب... اب کیا کریں" "یہ سب کچھ خود عبد العزیز صاحب کی وجہ سے ہوا اول تو انہیں اندر آ کر ڈل اندازی کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی... آہی کے تھتہ آدم سے ایک طرف پہنچ رہے ہیں"

"تلیں... لیکن اب کیا کریں" "میں اس وقت دم کی آواز سنائی دی... جیسے کسی نے کسی کو زور سے زمین پر پٹکا ہو۔

"اُرے باپ رے... لگ کیا کام شروع ہو گیا" فرزانہ گمراہی۔ "تو اور کیا... نہیں ہو گا شروع... اندر سے غندے کی آواز سنائی دی اس کی آواز میں شوغی تھی۔

"عبد العزیز صاحب... آپ... آپ خیرت سے تو ہیں"

فاروق نے گھبرا کر پوچھا۔
 ”عبدالعزیز کی طرف سے کوئی جواب نہ تلا... پھر تو کمرے سے
 مسلسل دھڑام دھڑام کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
 ”خیردار... رک جاؤ... ورنہ تم دروازہ توڑ دیں گے“
 فاروق چیخا.... لیکن وہ جانہتا تھا.... دروازہ ان سے ٹھیک نہ تک سکتا
 تھا۔ ایسے میں انہوں نے اندر دل دوز چیخ کی اور ساتھی پاہر سے آواز
 آئی۔

”یہ کیا ہو رہا ہے؟“



سفید کار

فاروق اور فرزانہ بیرونی دروازے کی طرف مڑے۔ ان کے
 پیارے دھوادیوں ہو رہے تھے۔ انہوں نے دیکھا، محمود اور اکرام اندر داٹل ہو
 گئے تھے۔

”یہ ہم یہاں کیسا ہمگامہ دیکھ رہے ہیں؟“

”ہمگامہ نہیں..... ہنگامے..... اور سب سے افسوس ناک بات یہ
 ہے کہ ہمارے پڑوی عبد العزیز صاحب شاید اب اس دنیا میں نہیں رہے“
 ”کیا کہہ رہے ہو فاروق؟“ محمود حکم سے رہ گیا۔
 اپنے خوش مذاق پڑوی عبد العزیز کا چہرہ اُسکی آنکھوں کے سامنے
 تاپتے لگا۔

”وہ بے چارے بس اندر کا حال معلوم کرنے کے لیے ڈل
 اندازی کر رہی تھے۔ اب انہیں کیا معلوم تھا، اندر کیا حالات ہیں یہاں یہ
 چار عدد غیر شریف لوگ موجود تھے...“ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

”وہ ہیں کہاں؟“

”ہنگامے کی حالت میں وہ ہمارے کمرے کے دروازے سے جا
 گئے تھے ساتھی ان میں سے ایک کمرے کے اندر چلا گیا، اور انہوں

نے دروازہ بند کر دیا۔ بس پھر وہ غذے کے بھجے چڑھے گئے۔

”تن نہیں... نہیں... اب ہم آنئی کو کیا منہ دکھائیں گے۔“

”ہاں واقعی ہمارا تو پہلے ہی ایک ایک منہ ہے،“ قاروق نے روشنی صورت ہنائی۔

”یعنی تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ ماڑے جا چکے ہیں؟“

”ابھی ابھی ہم نے ان کی آخری جیج سنی ہے۔“

”اور.... اور یہ لاش؟“ اکرام نے غذے کی لاش کی طرف اشارہ کیا۔

”یہ... پتوں سے ہم پر فائز کرنے لگے تھے ایسے میں میں پتوں والے غذے سے ٹکرایا۔ پتوں اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور لڑک کر محمد العزیز صاحب کے پاس چلا گیا۔ انہوں نے اخالیا اور پھران کے ہاتھ سے فریگر دب گیا۔“

”ہوں خیر... یہ لوگ چاہتے کیا ہیں؟“

”پارک میں مرنے والے کی جیب سے جو کچوٹ لکا اور ڈھانکے“

”سنودوستو! تمہارے حق میں بہتر یہ ہے کہ خود کو قانون کے حوالے کر دو اور میں یہ تاداون پارک میں مرنے والا کوں تھا۔“

”میں تو ہم جانا چاہتے ہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”ہم نہیں جانتے، وہ کون تھا۔“ لیکن جانا چاہتے ہیں اور جانے کا طریقہ بھی ہے کہ اس کی جیب سے جو کاغذات ملے ہیں، وہ میں میں جائیں۔“

”سوال یہ ہے کہ آپ لوگ اس کے بارے میں کیوں جانا۔“

چاہتے ہیں۔“

”یہ ہمارا نہیں..... ہمارے پاس کا منہ ہے پاس تو بس ہمیں حکم دیتا ہے، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ابھی ابھی کافی چون روڑ کی گلی نمبر 3 سے ایک شخص لٹکا ہے، اس کا جیچھا کیا جائے۔“ ہم اس وقت کافی چون روڑ پر ہی تھے لیکن جب تک ہم اس کے نزدیک چلتے، وہ جیسی میں پیٹھے چکا تھا۔ لہذا ہم نے اس کا تعقیب کیا۔ اس طرح ہم پارک بھی ہاتھ گئے، لیکن وہ تم لوگوں کیک چلتے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے بعد وہ لاش میں تھدیں ہو گیا۔ اس وقت ہمیں سامنے آ کر دھل دیتے کی ہدایات نہیں تھیں، اس لیے ہم چھپ کر یہ مظہر دیکھتے رہے، ایسے میں اس کی جیب سے کاغذات لکاں کرتم لوگ وہاں سے انکل آئے۔ جب ہم نے پاس کو یہ رپورٹ دی جب اس نے حکم دیا کہ وہ کاغذات ہر حال میں حاصل کرو، کیونکہ ہمیں اس کے گھر سے ایک اہم ترین چیز حاصل کرنا ہے۔ یہ سے کل کیا تھا۔“

”اوہ! ہم پاؤں میں لگ گئے اور اندر عبد العزیز صاحب نے جانے کس حال میں ہوں گے۔“

”اوہ ہاں! اکرام نے چوک کر کیا۔“

اور پھر وہ دروازے کی طرف پہنچے، دروازے پر زور دار دستک دی، اندر سے غذے کی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے؟“

”دروازہ کھول دو.... اور خبردار فائز تکرنا۔“ گولی تمہارے ساتھیوں کو بھی لگ سکتی ہے اپنے ایک ساتھی کو تم پہلے ہی گنو چکے ہو۔“

”اچھی بات ہے.... میں دروازہ کھول رہا ہوں،“ اندر سے کہا

گیا۔

بھر دروازہ کھل گیا۔ وہ برقی طرح اچھے۔ عبد العزیز ان کے سامنے کھڑے تھے جب کہ خندہ فرش پر ساکت پڑا تھا۔

"یہ.... یہ کیا، آپ تو زندہ سلامت ہیں اور یہ.... اسے کیا ہوا؟"

اس.... اس نے مجھ پر بہت خوفناک انداز میں چھلانگ لگائی تھی۔... اس افسوس کی ہمہ رانی ہو گئی۔ میں اس کی زد میں نہ آ سکا اور اس کا سردیوار سے چاکر رایا۔

"اوہ اتو وہ دل دوز چیز اس کی تھی،" اکرام نے کہا۔

"ہاں تھی۔ ہاں تھی۔"

"ملی۔... لیکن آپ.... نے یہ بات بتائی کیون نہیں کہ آپ خیر بہت سے ہیں؟"

"میں اس خوفناک صورت حال کی وجہ سے ہوش میں کہاں رہتا ہم۔"

"خیر.... جو ہوا اچھا ہوا.... دوستوا ہاتھ اٹھا دو میرا تعقل محکم سراغ رسمانی سے ہے، ہاتھ نہیں اٹھاؤ گے تو ہم گولی کی زبان میں بات کریں گے،" اکرام بولا۔

"کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔"

"کس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا؟"

"اس بات کا کہ آپ ہمیں گرفتار کر رہے ہیں، بلا وجہ پر بیشان ہونا چاہتے ہیں تو اور بات ہے۔"

"آخر کیسے.... کچھ چاہو تو چلے۔"

"باس کے ہاتھ بہت لبے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ ہم آپ کو اس لیے گرفتار نہ کریں کہ آپ لوگ جس شخص کے لیے کام کر رہے ہیں اس کے ہاتھ بہت لبے ہیں،" قاروق نے مدد بیڈا۔

"ہاں ایسکی بات ہے۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ آخر اس کے ہاتھ کتنے لبے ہیں سو فٹ لبے ہو سو فٹ لبے،" قاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"تم چار میں سے دورہ گئے ہو تو اگر چاہتے ہو تو تم بھی اپنے دنوں ساتھیوں سے جاملہ تو تھا ری مرضی.... میں فائز کرنے لگا ہوں.... اگر تم نے ہاتھ دھانے اخراجے، خود کو ہمارے حوالے نہ کیا تو جہاں دو لا شین، ہم گرا پکے ہیں، دو اور سکی،" اکرام کی آواز سرد تھی۔

ان کے بازوں اٹھ گئے۔ تاہم ان کے چہروں پر ذرہ بھر خوف نہیں تھا۔ ان میں سے ایک نے ایسے عالم میں کہا۔

"ہمیں گرفتار کرو.... لیکن بہت جلد آپ ہمیں چھوڑنے پر مجبور ہوں گے۔"

"خیر... دیکھا جائے گا۔"

اور پھر انہیں "حکڑا یاں لگا دی گئیں۔"

"اب قاروق.... جلدی کرو.... پہلے ہی بہت دری ہو چکی ہے۔"

"کیا... کروں...." قاروق ہکلا یا۔

"کاغذات ٹھکانو.... جو لاش کی جیب سے ملے تھے تاکہ ہم فوراً اس کے گھر جائیں کرو، وہ فاصل حاصل کر سکیں۔"

"فائل... کیا مطلب... تمہیں معلوم ہے کہ وہ امانت ایک فائل کی صورت میں ہے۔"
 "پارک کے باہر وہ یعنی ڈرائیور موجود تھا۔ میں اس کے قریب اس جگہ تک پہنچا جہاں سے مرنے والا سوار ہوا تھا۔ اس جگہ کے بالکل سامنے ایک گلی تھی۔ میں نے مرنے والے کی خیالی تصویر بنائی... اور اس کی کے ایک ایک گھر کے دروازے پر دیکھ دے کر آگے بڑھتا رہا۔ وہ تصویر دکھاتا رہا... آگر ایک شخص کے چہرے پر حیرت اور خوف دکھانی دے گئے، میں نے جان لیا..... اسی شخص نے اسے زہر دیا تھا۔ بعد میں یہ بات ثابت بھی ہو گئی۔"

"ثابت ہو گئی..... لیکن کیسے.... کیا اس نے اقرار کر لیا۔"
 "نہیں... میں نے اپنا تعارف کرایا۔ اس سے لاٹ میں تبدیل ہونے والے اس شخص کے بارے میں بات چیت کرتا رہا۔ پھر میں باہر نکل آیا۔ اب وہ شخص بولکھلا چکا تھا۔ البتہ اس نے ان حالات کی خبر کسی کو کی۔... میں فوراً ہمیں ایک نامعلوم آدمی وہاں آیا اور اسے گولی کا نٹانہ بنا کر چلتا ہوا میں واپس چانے کے لیے سڑک پر دیکھ چکا تھا۔ اسے اس شخص کے دروازے پر رکتے دیکھ کر چوک اٹھا۔... جب تک میں وہاں چلتا۔... وہ اپنی کار میں فرار ہو چکا تھا۔ افسوس نہ میں اس کی کار کا نمبر دیکھ گیا۔... نہ اس کا چہرہ... البتہ کار سفید رنگ کی نیونا تھی۔

"دھست حیرتے کی..... یہ تو کچھ بھی نہ ہوا۔" فاروق نے منہ بیا۔
 "لیکن اب ہمارے پاس وہ کافی ذات ہیں..... جو....."
 محمود کے لفاظ درمیان میں رہ گئے، میں اسی وقت ایک بڑی

گاڑی باہر آ کر کی تھی۔
 پھر اس سے پہلے کہ وہ سب سمجھتے، پکھ کر سکتے... بے شمار کلاں کو فوں والے افراد ان کے گھر میں داخل ہونے لگے۔

=====

نقسان ہے اگر آپ باور پی خانے پر قبضہ نہیں کرتے... باقی سارے گھر پر تو قبضہ ہوتی چکا ہے... ہاں آپ کو بھوک گئی ہے تو اور بات ہے ہم کھانے کا انظام باہر سے کر سکتے ہیں"

"باور پی خانے کا دروازہ توڑ دو، خاتون کو باہر بھجئو لو.... اور باور پی خانے پر بھی قبضہ کرلو... اس گھر کا ہر فرد ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا چاہیے"

"وہ بھی ہے... آپ انہیں وہیں رہنے دیں"

"ہر گز نہیں" وہ غریباً۔

"آپ کی مرشی..... آپ جانیں آپ کا کام" محمود نے رہاسا منہ بنا یا۔

اور پھر اس کے اشارے پر دروازہ توڑ دیا گیا۔

"چلو... تکلو پاہر...، فرا کر کھا گیا۔

اندر سے کوئی جواب نہ ملا نہ کسی کی موجودگی کے آہار نظر آئے۔

ان میں سے دو بے دھڑک اندر گھس گئے پھر ان دونوں کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

"اڑے ایساں تو کوئی بھی نہیں ہے... بھیل طرف ایک چھوٹا سا دروازہ ہے وہ غالباً اس دروازے سے نکل گئی ہے.... اور یہ دروازہ پائیں باغ میں نکلا ہے"

"پائیں باغ سے اسے پکڑ کر بیاں لے آؤ" اس نے حکم دیا۔

ان کے چھروں پر مسکراہٹ بھیل گئی۔

"کیوں مسکرا رہے ہو" نقاب پوش بولا۔

عادت سی پڑ گئی ہے

"یہ... یہ ہمارا گھر ہے یا کوئی اکھاڑہ...." فاروق کی سکپتاں آواز سنائی دی۔

کوئی پچھت بولا جیسے انہیں اندر آنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا۔ وہ پھر سے گھر پر قابض ہو گئے۔ بس ایک کمرہ باور پی خانہ رہ گیا۔ کیونکہ اس کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ ایسے میں ایک نقاب پوش گھر میں داخل ہوا۔ "کیا پھر سے گھر پر قبضہ ہو چکا؟" اس کی آواز ایسی تھی جیسے گناہ بیٹھا ہوا ہو۔

"لیس باس بس ایک کمرہ رہتا ہے"

"اس پر قبضہ کیوں نہیں ہوا"

"وہ باور پی خانہ ہے شاید اس کا دروازہ اندر سے بند ہے"

"کیوں؟ اس میں کون ہے"

"ہماری ای یا جان اوہ جو نکلہ با پردہ خاتون ہیں اس لیے انہوں نے دروازہ اندر سے بند کر رکھا ہے"

"ان سے کبود رازہ کھوں کر باہر نکل آئیں"

"مہربانی فرمائ کر آپ انہیں اندر ہی رہنے دیں آپ کا کیا

گرتے چلے گئے اور پھر انہیں کوئی ہوش نہ رہا۔
ہوش آیا تو سب کے سب ایک پڑے کمرے میں بند تھے کمرے
میں ہلب جل رہا تھا اور ہمارہ طرف تاریکی تھی، گویا رات ہو چکی تھی اور نہ
جانے کتنی ہیت ہو چکی۔

”بم بے ہوش ہوئے تو قاب پوش کے ساتھی کیوں بے ہوش نہ
ہوئے“ محمود بڑھا ایسا۔

”اس کے لیے پہلے سے کوئی تمہیر کی گئی ہو گئی، گیس ماکس یا پھر
کوئی دو انہیں کھلانی گئی ہو گئی... لہذا یہ کوئی سوال نہ ہوا“
قاروئی نے منہ بنا یا۔

”اوہ ہمارے ساتھ عبد العزیز صاحب کو بھی لے آئے یہ لوگ
بھلا انہیں لانے کی کیا ضرورت تھی“

”قاب پوش کے ساتھیوں کو یہ دیکھ پکھے ہیں لہذا اب یہ اس ان کے
ذریعے ان کے ملنے تو معلوم کریں سکتی ہے، اس لیے اب یہ لوگ ہمارے
ساتھ انہیں بھی انہیں چھوڑ دیں گے“

”ارے باپ رہے“ عبد العزیز کا نپ گیا۔
مین انی لمحے دروازہ کھلا اور قاب پوش اندر واٹل ہوا۔ تھے ہے
کئے آؤں اس کے دامیں باخیں اندر واٹل ہوئے.... چند لمحے تک دو انہیں
گھورتا رہا، پھر بولا۔

”ہاں! تو دوستو! اب تمہارا کیا حال ہے؟“
”آپ اپنی ستائیں“ قاروئی نے منہ بنا یا۔
”میں بالکل خیریت سے ہوں... وہ کاغذات کہاں ہیں.... جو

”عادت سی ہو گئی ہے مکرانے کی“ قاروئی یہ کہتے ہوئے بھی
مسکرا یا۔

قاب پوش کے ساتھی نے اسامنہ بنا کر رہ گئے اس نے بھی بنا یا ہو
گا.... لیکن قاب کی وجہ سے وہ دیکھنیں سکتے تھے۔

جلد ہی اس کے ماتحت اندر آگئے ان کے چہروں پر ناکامی لکھی
تھی۔

”کیا مطلب... کیا وہ نہیں ملی...“
”نہیں... وہ باغ میں بھی نہیں ہے“

”کیوں... تم لوگ بتاؤ... وہ کہاں جا سکتی ہیں“
”اپنے ان ساتھیوں سے پوچھ لیں... وہ کرسے میں ہی ہیں“

انہوں نے ان پر گرم پانی بھی بر سایا تھا.... ہم اس وقت سے مسلسل ان کے
ساتھ ہیں اندر ہم کیا تباکتے ہیں کوہہ کہاں چلی گئیں“

قاب پوش نے اپنے پہلے دو ساتھیوں کی طرف دیکھا۔
”اس حد تک ان کی بات درست ہے پہلے وہ خاتون ہادر پڑی
خانے میں موجود تھیں، انہوں نے ہمارے اوپر گرم پانی گرایا تھا“

”خیر... کوئی بات نہیں! اس سے فرق صرف یہ چاہے کہ اب ہم
یہاں نہیں بھر سکتے... کوئنکہ خاتون اب تک پولیس کوفون کر بھی ہو گی...
اور کوئی دم میں پولیس یہاں پہنچ جائے گی... لہذا ان سب کو اخفاوا اور لے
چلو... تمہاری آسانی کے لیے میں انہیں بے ہوش کر رہا ہوں“

ان الفاظ کے ساتھی قاب پوش نے اپنا دایاں پاؤں بہت زور
سے فرش پر دے مارا۔ فوراً ہی ایک رحمکا ہوا اور دھواں پھیل گیا.... وہ سب

کمرہ میں کہیں موجود ہیں۔"
 "یہ تو تھیک ہے لیکن ہم بھی تو اپدہاں نہیں جا سکتے،"
 "پولیس وہاں آخوندگی رہے گی ہم لوگوں کے لکل آنے کے بعد وہ کیوں وہاں پہنچے گی بھلا۔"
 "تم تھیک ہے تم دونوں وہاں چلے جاؤ۔۔۔ اگر پولیس وہاں موجود نہ ہو تو اس کرے کی اچھی طرح حلاشی نہ پولیس موجود ہو تو اس کے جانے کا انتفار کرو اور پھر حلاشی نہ۔"
 "اوکے پاس" یہ کہہ کر وہ دونوں جانے کے لئے مڑے۔۔۔ ایسے
 میں عبد العزیز کی آواز اپنی۔
 "کوئی فائدہ نہیں"
 "کیا مطلب۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ کیا کہتا چاہتے ہیں آپ"
 فاروق ان کی طرف مڑا۔
 "انہیں اس کرے سے کچھ نہیں ملتے گا۔"
 "کیوں نہیں ملتے گا۔۔۔ تم یہ بات کیسے کہ سکتے ہوں"
 "اس لیے کہ اس کرے میں کچھ وقت کے لئے میں بھی رہا ہوں"
 "تھ۔۔۔ تھ تو پھر۔۔۔ اس سے کیا ہوتا ہے" وہ زور سے پڑ گئے۔
 "پھر یہ کہ ایسے میں میری نظر ان کا قذات پر جا پڑی تھی۔۔۔ بس دو میں نے نکال لیے اور جیب میں رکھ لیے"
 "کیا!! وہ سب کے سب چلا اٹھے۔۔۔ پھر اکرام نے جھلک کر

لاش کی جیبوں سے ملے تھے" اس نے فاروق کی طرف دیکھا۔
 آپ۔۔۔ آپ مجھے کیوں گھور رہے ہیں یہاں اور لوگ بھی تو ہیں"
 "پارک میں لاش کے پاس تم روگے کہے تھے" وہہ نکارا۔
 "تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے"
 "وہ جیسیں تم ہی نکال سکتے تھے۔۔۔ ذرا احتاشی لینا بھی اس کی"
 "ضرور میں"۔۔۔
 دو غذاے آگے بڑھے اور فاروق کی اچھی طرح حلاشی لے ڈالی۔ لیکن اس کے پاس کافی نہیں تھے۔۔۔
 "جب پھر اس نے کافی نہیں تھے۔۔۔ اس کرے میں کہیں چھپائے ہیں" جس میں یہ تھوڑی دریے کے لیے بند ہو گئے تھے" ایک غذاے نے چونک کر کھا۔
 "کیا مطلب" نتاب پوش چونکا۔
 اب اس نے وہاں ہونے والی کارروائی کی تفصیل سنادی۔
 "بے وقف اتم نے یہ بات وہاں کیوں دھاتا" نتاب پوش
 غرابا۔
 "مخفغ۔۔۔ قلطی ہو گئی"
 "صرف قلطی ہو جانا بھی کافی تھا، مخفغ قلطی تو اور رہا ہے" فاروق نے منہ نہایا۔
 "اب تک ان کے گھر پولیس بھیجی ہو گی اور نیکم جمیش اسے ساری کہانی سنائی ہو گئی"
 "اس کے باوجود بہتر وہ یہ تیجہ نہیں نکال سکتے کہ وہ کافی نہیں"

کہا۔

"جیب عقل مند ہیں آپ... انہیں آخر یہ بات بتانے کی کی ضرورت نہیں" "اللہ کا شکر ہے... میں غریب بے وقوف نہیں ہوں" عبد العزیز نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! مرا آجیا... آپ نے ہمارا کام آسان کر دیا... لکھیے وہ کاغذات کہاں ہیں" "ماں ہاں ضرور کیوں نہیں" میرے وہ کس کام کے" یہ کہہ کر عبد العزیز نے جیب کی طرف ہاتھ پر چڑھایا۔

"خبردار عبد العزیز صاحب" محمود چلا اٹھا۔ "یہیں... میں تو پہلے ہی خبردار ہوں" عبد العزیز نے گھبرا کر کہا۔ "میرا مطلب ہے... آپ وہ کاغذات انہیں ہرگز نہ دیں۔ وہ آپ کے کام کے نہیں... ہمارے بہت کام کے ہیں"

"اوہ اچھا... تو یہ بات ہے اپ تو میں نہیں دوں گا انہیں" "کیسے نہیں دو گے... ہم تو کرو دیں گے تھارے جسم کی بولی بولنی الگ"

"نہ نہیں... نہیں" ہمارے خوف کے چلا ہے۔ "ڈیکھو: اس کی جیب سے وہ کاغذات ٹکال ٹکال نہ اس کے بعد ہمارا کام آسان ہے: بھم بس اس گھر..." "نہیں... نہیں... ہم آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے" یہ کہہ کر محمود ڈیکھو اور عبد العزیز کے درمیان آگھیا۔ فاروق نے بھی چھلانگ لگائی اور

محود کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ایسے میں میں یہاں کھڑے رہ کر کیا کروں گی؟ فرزاد نے منہ بٹایا اور ان کے ساتھ آٹھی۔

"تم... تم بھلا نہیں روکو گے"؛ نقاب پوش ہٹا، ساتھ ہی اس کے غذوں کے پستول ان کی طرف اٹھ گئے۔

"انہیں آگے سے ہٹا دیا جائے، چاہے ان کی لاشیں گرانا پڑیں"؛ نقاب پوش نے سرداً واڑ میں کہا۔

الکلیاں تر گیروں پر دباؤ ڈالتی حصوں ہو گئیں۔

"ایک منٹ! آخ تم لوگ کیوں اپنی جانوں کو داؤ پر لگا رہے ہو... یہ کاغذات تمہارے کس کام کے۔ چھوڑ دپرے میں ان لوگوں کو دے دیتا ہوں... پھر ہم اپنے اپنے گھر جیسیں گے"

"سد ہو گئی... اکل عبد العزیز! آپ اپنی عقل کو گھر تو نہیں بھول سکتے"۔

"سک... کیوں... وہ ہمکلائے"

ان کا غذات کے لئے اب تک چار قل ہو چکے ہیں اور کسی وقت پانچواں قل بھی ہو سکتا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں یہ کاغذات ہمارے کس کام کے... آپ یہ بھی تو غور کریں کہ یہ لوگ ان کا غذات کے لئے کیوں مرے جا رہے ہیں۔

"اوہ ماں ایسے بات بھی ہے... اس پر تو میں نے واقعی غور نہیں کیا۔ خیر! اب غور کر لیتا ہوں... میرا کیا جاتا ہے"

"اب غور کا وقت نہیں رہا... یا تو تم کا غذات ٹکال کر ہمارے حوالے کر دو... یا پھر ہم انہیں گولیاں مارتے ہیں"

"شیخ نہیں... نہیں.... وہ چاہے کتنے اہم ہوں، ان لوگوں کی
جانوں سے زیادہ کبھی نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگانہ دنات
آن کی آن میں انہوں نے کاغذات نکالے اور نقاب پوش کی
طرف اچھا دیئے۔

وہ آخر کاغذات تھے، کوئی خوبی چیز تو تھی نہیں، تھوڑا سا اور گے
اور درمیان میں گرتے نظر آئے۔ نقاب پوش ان کے دبوختے کے لیے اچھا
اوہر اکرام نے چھلانگ لگائی، دونوں پوری طاقت سے گراۓ۔ اکرام
دھرم سے کرا..... جبکہ نقاب پوش اپنے ہدوں پر گرا، ساتھ ہی اس نے بھر
چھلانگ لگائی... اس وقت تک کاغذات یچھے آپکے تھے اور فاروق ان کو اٹھا
چکا تھا... نقاب پوش اس سے گکرایا۔ وہ چاروں شانے چٹ کرایا۔ اب نقاب
پوش اس کی طرف جھکا۔ محمود بھلا اپنے میں کیسے رک سکتا تھا، اس نے بھر
چھلانگ لگائی اور نقاب پوش سے گکرایا۔
وہ اونڈھے من کرا۔ ساتھ ہی دھماڑا۔

"انھی ہو، کھڑے مٹ کیوں دیکھ رہے ہو... پکڑ لو انہیں"
اب کمرے میں ہڑپوگھ سی مجھ گئی... اچاک نقاب پوش کے مٹ
سے لکلا۔

"بس! کاغذات اب میرے پاس ہیں... ختم کرو یہ ہنگامہ"
جو نبی وہ سید ہے ہوئے... سب لوگ بری طرح اچھلے... گرے
میں عبد العزیز نہیں تھا۔
"یجا گو... وہ نکل گیا... کاغذات سمیت... اگر وہ ہم سے پہلے
اس کے گھر پہنچ گیا تو گے ہم کام سے" نقاب پوش دھماڑا۔

ایک کم

آن کی آن میں عمارت سے نقاب پوش اور اس کے ساتھی اس
طرح غائب ہو گئے ہیئے گدھے کے سر سے بیٹک۔
”یے... یہ کیا ہوا... یہ عبد العزیز تو چھپا رسم لٹکے... اس کا
مطلوب ہے انہوں نے بلا وجہ اس معاملے میں دھل اندازی نہیں کی تھی، آن کا
تعلق اس معاملے سے شروع ہے ہے، محمود نے مایوسانہ انداز میں کہا۔
”اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے، اور اس کا صاف مطلب ہے یہ
کہ معاملہ اب ہمارے ہاتھ سے نکل چکا ہے... عبد العزیز سب سے پہلے
لاش کے گمراہ ٹھیک چائے گا اور اس فائل کو حاصل کر لے گا... پا نہیں اس
فائل میں کیا ہے؟“
”اس نہیں مسئلے کا سیدھا سادا حل صرف یہ ہے کہ فوری طور پر سر
سے رابطہ کیا جائے“
”اوہ ہاں! بلکہ ہمیں تو حیرت اس بات پر ہے کہ اب تک انہوں
نے خود کیوں رابطہ نہیں کیا؟“
”وہ کہیں اور مصروف ہوں گے“، فاروق نے فورا کہا۔
اور پھر محمود نے اپنے موہاں پر ان کے نمبر طلبے... جلد ہی ان کی

آواز سنائی دی آواز سے کافی ناراض لگ رہے تھے۔
 ”یہ تم لوگ کہاں... کہاں کی خاک چجان رہے ہو؟“
 ”جھرت ہے... آپ نے ہم سے رابطہ بھی نہیں کیا،“
 ”میں مصروف تھا... کس پکڑ میں ہو... میں نے ساہے اکرام
 بھی تمہارے ساتھ رہے،“
 ”مجی ہاں! اپنے تفصیل،“
 اور محمود نے ساری کہانی شادی... چند لمحے تک دو خاموش رہے
 شاید سونج میں گم ہو گئے ہوں آفر بولے۔
 ”وہیں غمہ رہو... اکرام سے کہو... ماتحت محلے کو بلوائے اور فکر
 پر پٹش سیکھن کو بھی... میں آ رہا ہوں“
 ”لیکن ابا چان! اتنی دیر میں تو کیس ختم ہو جائے گا، اس بات کا
 بھی امکان ہے کہ وہ لوگ عبد العزیز سعکت بھیجا گئی گے، اس صورت میں تو
 وہ ان سے قائل حاصل کر لیں گے،“
 ”ہاں! اس امکان کو روشنیں کیا جا سکتا، لیکن ہم کریں کیا سکتے ہیں،
 عبد العزیز کے پاس تو کاغذات ہیں، نقاب پوش اور اس کے ساتھ اسی وقت
 اس کی ٹلاش میں نکل گئے تھے، لیکن تم بھیں رہ گئے... یا تو تم بھی ان کے
 پیچے بھاگ کر لے ہوئے،“
 ”مجی ہاں! بس یہ غلطی ہو گئی،“
 ”اب اس غلطی کی روشنی میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس عمارت
 سے الگیوں کے نشانات انبوح ائے جائیں، پھر ان کو بیکارڈ سے طالیا جائے،“
 ”اس وقت تک وہ قائل کوئہ پار کر دیں،“

”الشماںک ہے... میں آ رہا ہوں“
 پھر دہاں عمدہ بکھی گیا، اس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اسکے جمیش
 بھی جلد ہی بکھی گئے۔ انہوں نے پہلے تو پوری عمارت کا جائزہ لیا... وہاں
 کوئی خاص چیز نہیں تھی۔ آس پاس کے لوگوں سے پہا کیا تو معلوم ہوا
 عمارت کرائے پر دی کمی ہے اور اس کامالک بیکارڈ ملک رہتا ہے۔ دوسرے
 ملک میں اس کا پہا دہاں کسی کو معلوم نہیں تھا، کرائے پر لینے والوں نے نہ
 چانے اس سے کس طرح رابطہ کر لیا تھا۔
 آخر الگیوں کے نشانات انداز کر دہ ریکارڈ روم آ گئے، اس عمارت
 کو سیل کر دیا گیا۔ لاشوں کو پوست مارٹم کے لئے بھجوادیا گیا، ان کی الگیوں
 کے نشانات بھی لیے گئے تھے۔
 اکرام اب ریکارڈ کو چیک کر رہا تھا اور وہ اس طرح گم تھا میں
 اسے دنیا میں اور کسی چیز کا ہوش شرہ گیا ہو۔ پھر اس کی تیز آواز سنائی دی۔
 ”وہ مارا!...“
 ”الشکا ہٹھر ہے... پکھو تو مارا“ ورنہ اس کیس میں تو ہم پکھو مارنے
 کو بھی ترس گئے تھے، فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
 محمود اور فرزانہ نے اسامنہ بنا کر رہ گئے... ایسے میں اکرام نے کہا
 ”یہ لوگ کالی شاہ گروہ کے ہیں... بہت خطرناک ہیں، لیکن
 کرائے کے غنڈے ہیں۔ وہ نقاب پوش شاید کالی شاہ خود تھا... اور اس کا
 مطلب ہے.... اس سارے چکر کا ذمے دار کوئی اور ہی ہے.... وہ گویا ان
 سے کام لے رہا ہے۔ لیکن ہمارا پہلا مسئلہ قائل ہے۔ اگر ہمیں قائل مل جاتی
 ہے تو ہم کامیاب اور وہ ناکام اور اگر یہ لوگ قائل لے اورے تو ہم

ناکام.... اور وہ پر اسرار شخص کا میاں... مطلب یہ کہ ہم پہلے اس قائل
حاصل کرنے کی کوشش کریں گے.... اکرام.... ان لوگوں کا ادا کہاں سے
”وہ بھی بہت خطرناک علاقہ ہے سر.... عام لوگ تو دن میں ادھ
سے نہیں گزرتے۔ پولیس والے رات کے وقت اور راٹل جیسیں ہوتے۔ وہ
گئے ہم.... رات ہو یادوں، ہمیں تو وہاں جانا ہو گا.... لبڑا چلیے سوڑاں پور۔“
آدھ گھنٹے کے اندر رسول ان پور کو تیرے میں لیا جا پکا تھا۔ ہمکر کے
ذریعے اعلان کر دیا گیا کہ جو آرام سے تلاشی دے گا اسے پانچ دنیں کہا جائے
گا اور جو رکاوٹ ڈالے گا اسے چھوڑا دیں جائے گا.... جن لوگوں کی ہمیں
ملاش ہے.... ہم صرف انہیں گرفتار کریں گے۔

”یہ اعلان پار پار دھرا رایا گیا۔ آخرا درست سمجھی تیکر پر اعلان کیا گیا۔
”ہم پولیس کے وحدے پر اعتبار کر رہے ہیں.... اگرچہ ہمیں
یقین ہے کہ جو لوگ بغیر کسی رکاوٹ کے تلاشی دیں گے انہیں بھی گرفتار کی
جائے گا۔“

اس کے ہب میں اپنکو جیشید نے اعلان کیا:

”ایسا نہیں ہو گا..... تجھ پر شرط ہے۔“

ان سب نے تلاشی دے ڈالی۔ لیکن پورے علاقے میں وہ نقاب
پوش اور اس کے ساتھی کہیں نظر نہ آئے۔ اب اپنکو جیشید نے ان لوگوں سے
کہا۔

”ہمیں دراصل کالی شاہ اور اس کے ساتھیوں کی ملاش ہے، ان
کے بارے میں بتاؤ۔ وہ کہاں ہیں؟“
”ہمیں اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔“

” بتائے والے کو پولیس کی طرف سے انعام ملے گا،“ اپنکو جیشید
سکرائے۔
” ہمیں معلوم ہی نہیں تو بتائیں کیسے؟“
” کم از کم تم لوگوں میں سے ایک شخص ضرور بتا سکتا ہے۔“
” جی.... کیا مطلب؟“ وہ سب کے سب چو گئے۔
” ہاں اتم میں سے ایک شخص بتا سکتا ہے۔“
” یہ.... یہ بات آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟“
” اگر میں اتنی بات دھتائیں تو مجھے محمد رام غرسانی میں رہنے
کا پھر کوئی حق نہیں۔“ وہ سکرائے۔
” خیر... بتائیں... وہ کون ہے جو ان کے بارے میں کچھ بتا سکتا
ہے؟“
انپنکو جیشید نے چند قدم اٹھائے اور ان میں سے ایک کا بازو دکانی
سے پکڑا۔ ان کے منہ سے سرد آواز لٹلی۔
” کیا نام ہے جناب کا؟“
” جی ملکو...“ اس نے مگر اکر کہا۔
” جی ملکو یا صرف ملکو...“ فاروق نے پوچھا۔
انپنکو جیشید اسے گھوڑ کر رہ گئے پھر ملکو سے بولے۔
” کہاں چھپے ہیں وہ لوگ؟“
” مجھے کیا معلوم؟“
” ابھی وقت ہے.... صرف بتا دینے کی بحیاد پر جھیں چھوڑ دیا
جائے گا، لیکن نہ بتانے کی صورت میں جھیں بھی ان کے ساتھ جیل بھجا

جائے گا۔

"مجھے ان کے ہارے میں پچھے معلوم نہیں... آپ کو وہم ہوا تھے"

"اکرام.... اپنے ماگتوں کو ہدایت دو... چونکس رہیں نہیں

سے کوئی فرار نہ ہو۔ یہاں تک کہ بر قلعے میں کوئی حورت جانا چاہے تو اسے

بھی روک لیا جائے۔ ہم پہلے اسے فرزانہ سے چیک کر دیں گے... پھر کسی

کو کہیں جانے دیں گے۔"

"جی اچھا!" اکرام نے غورا کہا۔

"آن معلوم ہوا... فرزانہ بھی ہمارے درمیان اس قدر راحم ہے"

محمود سکرا یا۔

"اللہ کا شکر ہے... تمہیں معلوم تو ہو گیا... فالوق کوتا اب بھی

معلوم نہیں ہو سکا" فرزانہ لے گی۔

"تم میرے ساتھ آؤ... باقی لوگ یہیں ٹھپریں کوئی اپنی جگہ

سے حرکت کرنے یا فرار ہونے کی کوشش نہ کرے ورنہ ذمے دار وہ خود ہو گا"

"اور پھر وہ ملکوں کو ساتھ لیے اس کے گرفتاری کے... اس کے کمر کی

حاشی پہلے ہی لے چکے تھے۔ ایک کرے میں صرف حورتیں موجود تھیں اس

کرے کو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے، صرف فرزانہ نے ان حورتوں کو ایک نظر دیکھا

تھا۔

"یہ دروازے کھول دو... اسپکٹر جمشید بولا۔"

"کیا کہد رہے ہیں آپ اس میں خواتین موجود ہیں"

"میں جانتا ہوں اندر فرزانہ جائے گی"

"یہ پہلے ہی اندر سے دیکھ چکی ہیں"

"اب یہ میری ہدایات کے مطابق اندر کا جائزہ لے گی آپ کو
آخ رکیا اعز ارض ہے جب اندر صرف خواتین ہیں"

"جیسے آپ کی مرضی ملکوں نہیں ہے اچکادیے۔

اور اس نے دروازے پر دلکش دی۔ اندر سے ایک خاتون نے
کہا۔

"کیا بات ہے ملکوں"

"پولیس ایک بار پھر اس کرے کو چیک کرنا چاہتی ہے"

"اپنی بات ہے"

"چھپنی گرنے کی آواز سنائی دی۔ اسپکٹر جمشید نے فرزانہ کو اشارہ

کیا چاہو فرزانہ اپنا کام کرو"

"جی اچھا... وہ مسکراتی اور اندر داخل ہو گئی۔

"اپنا کام تو یہ پہلے ہی کر چکی ہیں" ملکوں منہ بنا یا۔

"آپ خاموش رہیں ہمیں اپنا کام کرنے دیں"

چند منٹ خاموشی کے عالم میں گزر گئے آخ فرزانہ باہر نکل آئی۔

اس کے چھرے پر حیرت تھی۔

"کیوں کیا ہوا ہے؟"

"پہلے جب میں نے ان خواتین کی حلاشی لی تھی تو اس وقت یہ

پائی تھیں... لیکن اب چار ہیں"

"کیا مطلب؟" وہ زور سے اچھے۔

ان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی۔

====

رکھے۔ پھر انہوں نے اندر سے چار گورتوں کو باہر آتے دیکھا۔ اکرام نے
انہیں ایک طرف بیٹھنے کے لیے کہا۔

"ہم اس کرے میں کیوں نہ ہیں؟ ایک گورت بولی۔
اکرام نے اسپلز جشید کی طرف دیکھا۔

"پہلے اس کرے کا جائزہ لے لیا جائے۔ اس میں سے تکنے کا اگر
کوئی راستہ نہیں ہے تو یہ وہاں بیٹھنے کی ہے۔"

محمود اور قاروق نے کرے کے اندر جا کر دیکھا۔۔۔ پھر باہر کل
آئے۔

"کرے سے تکنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"

"اوکے..... تم اس کرے میں بیٹھنے کی ہو۔ لیکن دروازہ اندر سے
بند نہیں کرو گی۔"

"اچھی بات ہے۔" ایک نے کہا۔ پھر وہ اس کرے میں چل گئیں۔
انہوں نے اکرام کو اس کرے پر نظر رکھنے کے لیے کہا اور خود اندر
داخل ہو گئے۔ مغلوب اہری شہر اڑا۔

وہ اندر داخل ہوئے۔ فرش پر موٹا قالین بچا تھا۔ انہوں نے
قالین اٹ دیا۔ دوسرا الحج چونکا دینے والا تھا۔۔۔ نئے انہیں تہہ خانے کا
دروازہ نظر آیا تہہ خانے میں ہلب جل رہا تھا۔

"اکرام گاف...." وہ اندر سے بولے۔

اکرام نے اپنے ماتحتوں کو تختہ اشارہ کیا۔ فوراً انہوں نے مغلو
اور ان گورتوں کو دبوچ لیا۔ انہیں ہٹکڑیاں لگادی گئیں۔

"یہ..... یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

ان کی ترکیب

اسپلز جشید کی نظر میں مغلوب جم گئیں وہ سرسری آوازیں بولے۔

"ایک گورت کہاں گئی..... وہ بھی بند کرے سے"

"انہیں..... انہیں غلط بھی ہوئی ہے... اندر شروع سے چار گورتیں ہیں"

"بھری بھی حساب میں اتنی کمزور نہیں" اسپلز جشید مکارے۔

"البتہ الجرے میں ضرور کمزور ہے"

"اور تم جغرافیے میں" فرزانہ ترے سے بولی۔

"بھائی آپس میں مقابلے پر تو اتر آؤ" محمود مسکریا۔

"ان گورتوں سے کہو..... بر قعے اوڑھ کر باہر آ جائیں... ہم اندر
کی علاشی لیں گے"

"اس سے کیا ہو گا؟" مغلوب کے لیے میں جرت تھی۔

"ہم اس کرے کی علاشی لیں گے" اس میں کہیں ایک آدمی کے
چینے کی جگہ موجود ہے"

"نہیں ہے..... یہ ان کا وہم ہے... باہر آ جاؤ، بہنوں کے چھاؤڑھ کر"

ادھر اسپلز جشید نے اکرام کو اشارہ کیا کہ ان گورتوں پر نظر

"سر... یہ صاحب بچھ رہے ہیں، انہیں کیوں گرفتار کیا گیا ہے۔"

"نقاب پوش کالی شاہ یہاں موجود تھا، تم نے اسے یہاں چھپایا تھا اور اب وہ اس میں نہیں ہے، اس کا مطلب ہے اس تھے خانے سے باہر نکلنے کا کوئی اور راستہ موجود ہے اور وہ اس راستے سے نکل گیا ہے... لہذا بد لے میں ہم تمہیں کیوں نہیں پکڑ سکتے... اس سوال کا جواب تم دے دو"

اس کے منے سے کوئی لفڑا نہ نکل سکا... تھے خانے کا جائزہ لیا گیا تو ایک اور گھر میں جاتکا یہ گھر یہیں کے گھر سے باہر تھا، اس لے کالی شاہ فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا تھا اور یہ انتقامات ان لوگوں نے اسی حتم کے موقعوں کے پیے کر رکھتے۔

"نحیک سراپا ہم اس پوری بھتی کو گرفتار کر سکتے ہیں"

"اس کی ضرورت نہیں... یہ لوگ عدالت میں صاف کردیں گے ان کا اس تھے خانے سے کوئی تعلق نہیں، یہ گھر مغلوں کا ہے... لہذا مغلوں ہی ذمے دار ہے... اب مغلوں عدالت میں بھی نہیں کہے گا کہ یہاں سب لوگ ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اس لیے کہ آخر کل کو مغلوں کو بھی نہیں رہتا ہے"

"ہوں! آپ نحیک کہتے ہیں... اس کا مطلب ہے... کالی شاہ نکل گیا"

"ہاں! اکرام... تم اپنے عملے کے ذریعے اس گھر سے بھی انگلوں کے نشانات اٹھوں گا، میر پر اس تھے خانے سے"

"مجی اچھا"

انگلوں کے نشانات اٹھائے گے۔ اس سے زیادہ وہ اور پچھت کر سکے۔ مغلوں کو کمرہ امتحان میں لایا گیا... نشانات کالی شاہ کے ثابت ہو چکے تھے، اس لیے اب وہ برادر کا مجرم تھا۔ چنانچہ اسے قبیلے میں کس دیا گیا، لیکن پوری کوشش کے باوجود اس سے یہ معلوم نہیں کر سکے کہ کالی شاہ کہاں ملے گا۔ اور اس کا مطلب یہ تھا کہ اس کے سچے معاوم نہیں تھا۔

تھک ہار کرو گھر لوٹ آئے... دروازے کی مرمت ہو جھی تھی اور یہاں حالات پر سکون تھے۔ وہ سر جوڑ کر جیخ گئے کہ اب کیا کیا جائے۔ عبد العزیز کے گھر سے انہوں نے اس کے بارے میں بھی معلوم کیا تھا، وہ بھی گھر میں نہیں تھے اس کا مطلب ہے... اس وقت وہ پھر غائب تھے۔

"اپ کیا کیا جائے... سوال یہ ہے"

"پہلے تو میں وزیر سکریٹری صاحب سے دو دو باتیں کر لیوں..."

انسپکٹر جمیش نے غلک اور سرد لجھے میں کہا۔

"اور اس دوران ہم یہ سوچتے ہیں کہ میں کیا کرنا چاہے"

"بالکل نحیک...، انسپکٹر جمیش نے سر بلایا۔

اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گئے، دوسری طرف انسپکٹر جمیش نے سکریٹری وزارت خارجہ سے بات کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن ان سے لاکھ کوشش کے باوجود رابطہ نہ ہو سکا۔ اب انہوں نے ان کے دفتر فون کیا... وہاں ڈپٹی سکریٹری موجود تھے۔

"میں قائل R.351 کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں"

"اس قائل کے بارے میں صرف چیف سکریٹری بتا سکتے ہیں..."

یعنی سرفراز احمد خان صاحب" یا راجل باز"

"گویا آپ کا اس نائل سے کوئی تعلق نہیں"

"نہیں..... یہ انہی کے دفتر کی فائل ہے"

"اچھی بات ہے شکریا" یہ کہہ کر انہوں نے فون کار بیسیور رکھ دیا
اور لگے انہیں گھورنے۔

"آپ.... میرا مطلب ہے... یہیں اس طرح کیوں گھور رہے
ہیں"

"یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے..... اب تم ہی ان لوگوں کو تلاش کرو"

"اہم تلاش کریں..... لیکن کیسے..... ان کی حلاش میں تو آپ بھی
ناکام ہو چکے ہیں" محمود نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں..... یہ تھیک ہے..... ہم ناکام ہو چکے ہیں..... اب تم
کامیاب ہو کر دھکاؤ..... سوچ..... غور کرو..... غور کرو گے تو شرور کسی نہ کسی
تینے پر بخیج جاؤ گے"

"اچھی بات ہے..... آپ کہتے ہیں تو ہم کر لیتے ہیں غور.....
ایسا غور کریں گے کہ کیا بھی کسی نے غور کیا ہو گا..... غور بے چارہ بھی کیا یاد
کرے گا" فاروقی نے جلدی جلدی کہا۔

"بے کوئی تک....." محمود نے جمل کر کہا۔

"نہیں..... بالکل نہیں" فرزانہ پر زور انداز میں بولی۔

"میرے مقابلے میں اس کا ساتھ دینے کی تو تم نے قسم کھار کھی
ہے"

"یہ کب کی بات ہے" فرزانہ کے لمحے میں حرمت تھی۔

"اوہر اوہر کی باتیں کرتے رہے تو قائل دور نائل جائے گی اور
پھر ہم شاید اس تک نہ تھیں" اسپرتو جمشید نے نہ اسامنہ بنا دیا۔
ایک بار پھر وہ سوچ میں ذوب کئے..... لیکن کوئی بات نہ سوچی۔
"آج شاید..... فرزانہ کی عشق بھی گھاس چڑنے پڑی گئی ہے"
فاروق نے منہ بنا دیا۔

"انکی بات نہیں..... میں مسلسل سوچ رہی ہوں" اس کے کھوئے
کھوئے انداز میں کہا۔

"پتا نہیں تمہاری مسلسل سوچ کب قسم ہو گی" کیونکہ یہ میں مسلسل
پریشان کر رہی ہے" فاروق نے منہ بنا دیا۔

"اپ تم خاموش رہو گے تو بے چارہ کچھ سوچ پے گی" محمود نے
جمل کر کہا۔

ایک بار پھر خاموشی چھا گئی..... پھر فرزانہ زور سے اچلی اس کی
آنکھیں جھرت سے پھیل گئیں۔ وہ سب فوراً اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"جلدی بتاؤ..... کیا بات سوچی ہے"
"صاف" سید گی اور بالکل سامنے کی ترکیب ہے..... جھرت
ہے..... اتنی دری سے کیوں سوچی ہے"

"پوچھو اس سے....." فاروق چٹ سے بولا۔
"کیا پوچھوں اور کس سے پوچھوں....."

"بھی اسی سے پوچھو..... یعنی ترکیب صاحب سے کہ اتنی دری سے
کیوں سوچی؛ جب کہ سامنے کی اور سید گی سادو گی تھی"

"اچھا اس..... تم تو چپ ہی رہو....."

"جذبی بتاؤ فرزانہ...."

"لاش کی تصاویر اخبار میں دے دیتے ہیں... انعام کا اعلان کرنا
دیتے ہیں: بس نورانی اس کے گھر کا چال جائے گا۔"

"چال تو جائے گا... لیکن اس طرح مجرم لوگ وہاں ہم سے پہلے
بھی بچ سکتے ہیں۔"

"آخوند کیسے... اخبار میں فرض کیا، ہم اپنا پنا اور فون نمبر دیتے
ہیں... اب رابطہ کرنے والا ہم سے رابطہ کرے گا... مجرموں سے وہ کیوں
گرے گا۔"

"لیکن مجرم ایسا جال بچا سکتے ہیں کہ وہ ہم سے پہلے
ارے..... یہ..... مگر..... بن جیں۔"
اسپلڈ جمیلہ بہت زور سے اپنے۔ ان کے چہرے پر جوش حوار ہو
گیا۔

ان کی نظریں ان پر جم کر رہے گئیں۔

"لگتا ہے! آپ کو کوئی بہت زوردار خیال سوچتا ہے۔"
"یہی بچھو لو... مجرم کے خلاف جال بچانے کی تکمیل ترکیب ایک
لمحے کے اندر میرے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے ڈال دی... اور اب اس پر عمل
ہو گا۔"

"آخوند کیا بات ہے... جو آپ کے ذہن میں آئی ہے۔"

"تمہیں بتاؤں گا... خود انہمازہ کا وہ... وہ سکرائے۔"

"یہ آپ کی پرانی عادت ہے.... خیر ہم اپنے خیالی گھوزوں کو
دوڑانا شروع کرتے ہیں۔"

"اگر تم میری ترکیب تک پہنچ گئے تو انعام دوں گا۔" انہوں نے
نورا کہا۔

"اگر ہم آپ کی ترکیب تک نہ پہنچو تو آپ خود ہمیں پہنچا دیجئے گا
ہم آپ کا شکریہ ادا کریں گے۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" وہ لگے انہیں گھومنے پر بھر تیزی سے اٹھے اور
باہر کل گئے۔ اکرام ان کے پیچے پکا۔ فابیا انہوں نے اسے اشارہ کیا تھا۔

"حیرت تو عبد العزیز ہے... یہ صاحب آخوند کا سائب ہو
گئے۔"

"ان صاحب کا بھی اس معاملے سے گہر اتعلق لگتا ہے۔ اللہ اپنا
رم فرمائے اور اگر کہیں اس سارے معاملے کے پیچے ان کا ہاتھ ثابت ہوا تو
ہمیں بہت دلکھ ہو گا... اس لیے کہ کافی مدت سے ہمارے محلے میں رہ رہے
ہیں۔"

"ابا جان تو اب اپنا جال بچا کر ہی وہ اپس آئیں گے۔"

"تو ہم اپنی ترکیب سے مجرم کو کیوں نہ پکلانے کی کوشش کریں۔"
ایسے میں فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب... اگر ایسی کوئی ترکیب تم بتا سکتی ہو تو ابا جان کی
 موجودگی میں کیوں نہ بتائی؟"

"اس وقت ذہن نہیں چل رہا تھا، اب چلا ہے، اس میں میرا کیا
تصور... فرزانہ نے نہ اسامدہ بنا یا۔"

"لو بھنی گھوڑا! اس کا تو چل گیا دماغ، خیر ترکیب بتاؤ...،"

"کان میری طرف لے آؤ... کیونکہ دیواروں کے بھی کان

ہوتے ہیں"

"حد ہو گئی... ایک تو تم ہر جگہ دیواروں سے کانوں کو لے آتی ہو۔"

"بھی کانوں کو ہی لے آتی ہوں نا... ٹھکر کرو... دیواروں کی
آنکھوں کو نہیں لے آتی" "یہ ترکیب تماری ہو۔"

"اوہ... اچھا... نیز سنو... لیکن تم کان تو آگے لائے ہی نہیں"

دلوں نے اپنے سر آگے کی طرف جھکائے۔ ادھر فرزاد نے
جھکایا۔ ان تینوں کے سر زور سے ٹکرائے۔ ادھر باور پی خانے سے ان کی
والدہ کی آواز سنائی دی۔

"حیرت ہے.... بہت مت بعد جانی بھیجنی سی آواز سنائی دی

ہے.... غائب نار جلوں کے گرانے کی آواز تھی"

"امی جان! کہیں آپ کامی نار مل کھانے کو تو نہیں چاہ رہا"

محمد سکرایا۔

"تو یہ ہے تم سے" وہ بولیں۔

اور پھر فرزاد ان کے کانوں میں سکسر پر کرنے لگی۔ فرزاد کی
ترکیب سن کر ان پر جوشی سوار ہو گیا۔ محمود نے سر گوشی کے انداز میں کہا۔

"تمیک ہے، ہم اس ترکیب پر عمل کریں گے، لیکن ابا جان کو کچھ
باتے بغیر۔"

"ہا لکل تھیک۔ یہی میں کہنے والا تھا،" فاروق نے فوراً کہا۔

"تو پھر کہا کیوں نہیں تھا،" محمود جل گیا۔ فرزاد نہ سکرا دی۔

نصف رات سے کچھ دری پہلے وہ گھر سے باہر نکل آئے۔ گیراج

سے اپنی کارنگلی۔ اندر ان کے والد کی کارنگلی تھی، اس کا مطلب تھا، وہ ابھی
بک لوث کر گئیں آئے تھے انہوں نے کار کا انجمن شارٹ کیے بغیر اس کو باہر
نکالا اور پکھ دوڑا کر اس میں بیٹھے۔ محمود نے کار آگے بڑھا دی۔ گھنی یہاں
ان سے بھول ہو گئی؛ وہ گھر کا دروازہ کھلا چھوڑ آئے تھے اور ایسا صرف اس
چکر میں ہوا کہ اپنی والدہ کو بتانا نہیں چاہئے تھے۔

ادھر وہ گھر سے روادہ ہوئے ادھر تاریکی میں ایک کار آ کر رکی۔
اس سے چند آدمی اترے اور گھر میں داخل ہو گئے، داخل ہوتے وقت ایک
نے کہا۔

"حیرت ہے.... نصف رات کے وقت دروازہ کھلا ہے... کہیں
ہمارے لئے کوئی جاں تو نہیں بچایا گیا"

"ایسا ہی لگتا ہے... میں تو کہتا ہوں، رک جاؤ... پہلے اندر کا
چائزہ لے لو... پھر چلیں گے"

"اوکے"

وہ واپس نکل آئے اور ایک تاریک کونے میں نکڑے ہو کر سکسر
پر کرنے لگے۔ اس دوران وہ بر ابر اسکلپر جسہر کے گھر کی طرف دیکھ رہے
تھے۔ ایسے میں اندر ایک بیکنی سی آواز گئی۔

"دیکھا... میں نے کہا تھا، اندر ہمارے لیے کوئی جاں بچایا گیا
ہے، گویا انہیں پہلے سے اندازہ تھا کہ ہم اندر داخل ہونے کی کوشش کریں
گے،" ایک نے کہا۔

"تب پھر اندر داخل ہونے کا خیال چھوڑ دو اور نکل چاؤ، پاس
پوچھے گا تو کہہ دیں گے، یہ لوگ جاگ رہے تھے اور اندر داخل ہونا کسی طرح

میکن نہیں تھا۔

”بالکل نہیں...“

اور پھر وہ اپنی کار میں بیٹھ کر دہاں سے روانہ ہو گئے۔ ایسے میں ایک کار گیراج سے نکلی.... اس کو بیگم جشید چلا رہی تھیں وہ لوگ سوچتی تھیں کہ ان کا تعاقب کیا جائے گا.... اس لیے تعاقب کرنے مشکل کام تھا۔ اس نے ہوا اور قریباً میں منٹ کے سفر کے بعد گزری ایک جگہ رک گئی۔ بیگم جشید نے مناسب فاصلے پر کار روک لی اور اتر کر اس غارت کی طرف پڑیں۔ یہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گئیں کہ اندر رجاتے وقت وہ دروازہ اندر سے بند کرنا تھا۔ ہولے تھے اور اندر دا خل ہونا ان کے لیے ممکن نہیں تھا۔ محمود فاروقی اور فرزانہ اس کام کے ماہر تھے۔ لیکن انہوں نے اپنے کام بھی نہیں کیے تھے.... اب کچھ فاصلے پر بہت آئیں اور سو بالکل پر اکرام کے نمبر ۵ بال کے۔ اکرام کا خون بند ملا۔ اب انہوں نے محمد سین آزاد کے نمبر لائے۔ سلسلہ کی انہوں نے ساری صورت حال بتائی.... محمد سین آزاد جلد ہی اپنے ماتکوں کے ساتھ دہاں پہنچ گیا۔ اس کی ہدایات پر کوٹھی کو گھیر لیا گیا.... اب اسے بیگم جشید سے کہا۔

”ہم ان لوگوں کو گرفتار نہیں کر سکتے، کیونکہ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں، انہوں نے آپ کے گھر میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی اور یہ حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ہم صرف ان کی گمراہی کر سکتے ہیں۔ یہاں سے نکل کر یہ لوگ جہاں گئیں جائیں گے، ہم تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں گے۔“

”بالکل نہیں۔ ایسے بھی بہت کافی ہے.... میں پھر چلتی ہوں،“

”اب آپ نہیں جاستیں، ایک آواز اپنی۔“

انہوں نے چوک کر دیکھا۔ وہ چار غنڈوں کی زد پر تھے۔ ان کے ہاتھ اور انہوں نے اپنے ماتکوں کو حکم دی دوہر انفلینی گردیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو تم قوم لوگوں کو سب سے پہلے نشانہ بنائیں گے، ان سے بعد میں بنتے رہیں گے۔“

”رانفلین گراڈو.....“ محمد سین آزاد نے مجھے تھکے انداز میں کہا۔

ان کی رانفلین سمیت لی گئیں۔ پھر وہ انہیں اندر لے آئے اور ایک کمرہ میں داخل ہونے کے لیے کہا۔ پھر کمرے کا دروازہ بند کرنے سے پہلے ان میں سے ایک نے کہا۔

”کیوں.... کیسی رہی.... چالاک بختم ہو.... اتفاقاً کر دا، ابھی تمہارے باقی ساتھی بھی گھیر گھار کر نہیں لائے جائیں گے۔“

ان الفاظ کے ساتھی دی دروازہ بند کر دیا گیا۔ کمرے میں کمپ اندر پھر احترا۔ ہاتھ کو ہاتھ بھائی نہیں دے رہا تھا۔

”مجھے ذرگ رہا ہے،“ ایسے میں محمد سین آزاد کی آواز اپنی۔

”یہ کیا بات ہوئی.... آپ تو قانون کے مخالف ہیں،“

”ہاں اور تو میں ہوں.... لیکن ان لوگوں کے ارادے نیک نہیں گئے،“

”جرائم پیش لوگوں کے ارادے نیک ہو بھی کیسے سکتے ہیں،“

”اللہ اپنا حرم فرمائے،“

”کیا آپ گھر میں کوئی رقص و غیرہ چھوڑ کر آتی ہیں،“

”اتا وقت ہی کہاں ملا ہے۔“

”جب تو مارے گے.... اب یہاں کوئی مدد کیسے آئے گا بھلا۔“

”اندکو یاد کریں.... اللہ کو....“ یحیم جمیل نے برا سامنہ بنایا۔

”وہ.... وہ تو میں کر رہا ہوں.... آپ یہ بتائیں: محمود فاروق اور فرزانہ کہاں ہیں۔“

”بھی ٹھیں معلوم...“

”اور.... اور اسکے چشمید صاحب“ محمد حسین نے کہتی آواز میں کہا۔

”ان کا بھی کوئی پتا نہیں۔“

”مارے گے پھر تم تو۔“

میں اسی وقت دروازہ زور دار آواز کے ساتھ کھلا اور تمیں سامنے اندر آ کر گرے ایسے میں ان میں سے ایک نے کہا۔

”یہ سچلنے کا کون سا طریقہ ہے.... کچھ تو سلیقے سے پھینکو۔“

یحیم جمیل کا دل بیٹھنے لگا.... کیونکہ آواز فاروق کی تھی۔ اور اس کا مطلب تھا کہ وہ سب ایک ایک کر کے ان کے جال میں آتے جا رہے ہیں۔ اور اب صرف اسکے چشمید اور ان کے ماتحت اکرام پا قی رہ گئے تھے۔ ایسے میں دروازہ ایک بار پھر کھلا اور کوئی دھڑکام سے اندر گرا ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا گیا۔

=====

دھا کے خیز کہانی

”سک.... کون ہو بھی.... میں میرے اوپر آ کر کرنے کی کوئی خاص ضرورت تھی“ فاروق کی جھلکی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مم.... میں.... انہیں“

”اوہ! تو آپ یہیں اندر ہی صاحب: میں بھی کہوں کرے میں اتنا اندر ہی رکوں ہے، بہت دیر سے دل بدل رہا ہے، روشنی پھر بھی نہیں ہو رہی،“ فاروق بجہ بجا یا۔

”یار فاروق اس اندر ہی رے نے تو چھین شاعر بنا دیا،“ محمود بہسا۔

”بس ہی.... کیا بتاؤں.... امرے باکیں.... یہ آواز تو اپنے عبد العزیز صاحب کی تھی....“

”چھ پانچ ہیں“ عبد العزیز کی آواز ابھری۔

”کیا پانچ ہیں“ فرزانہ کے لمحے میں حرمت تھی۔

”یہ کہ میں پھضا ہوں یا نہیں“

”اچھا بھائی.... اب آپ سے کون مفرما رہے امرے ہاں آپ“

اچاکٹ غائب کہاں ہو گئے تھے۔

”بس! میں نے سوچا، موقع اچھا ہے، ان کا غذا کے ذریعے

لاش میں تبدیل ہونے والے کے گھر پہنچ جاتا ہوں اور فائل حاصل کر لیتا ہوں..... دراصل بات یہ ہے کہ آج کل مجھ پر جاسوسی کا بھوت سوار ہے... آپ کی دیکھی دیکھائیں بھی سراغِ رسال جنابِ رہا ہوں، لہس یوں کہ لیں خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پلا دتا ہے۔

”دیکھی دیکھائیں دیکھادیکھی“ فرزان نے گویا اصلاح کی۔
”وہ اندر ہمراہ ہے تا... الفاظِ بھائی نہیں دے رہے“ عبد العزیز کی آواز ابھری۔

”حد ہو گئی... اے بھائی الفاظِ روشنی میں بھی کب بھائی دینتے ہیں؟“

”آپ میکِ لکوائیں“ عبد العزیز نے مشورہ دیا۔
”بات کیا ہو رہی تھی... کیا شروع ہو گئی... اچھا تو پھر کیا آپ اس کے گمراہ پہنچ گئے؟“

”افسوں نہیں“ اس نے فوراً کہا۔
”کس بات کا افسوں نہیں“ فاروق نے پوچھا۔

”حد ہو گئی“ اندر ہیرے میں شاید تم پکھڑ زیادہ ہی اٹ پلت کر کنٹے ہوئے میں نے کہا ہے افسوں نہیں، یعنی میں وباں تک نہیں پہنچ سکا، دراصل ہم سے بے وقوفی ہوئی“

”یہ جان کر خوشی ہوئی“ فاروق نے ہاکم کاٹی۔
”یہ پوچھا نہیں کر کیا بے وقوفی ہوئی اور خوش ہونے کے“
”خیر! اب بتائیں میں غمگین ہونے کے لیے بھی تیار ہوں“
فاروق کی آوازِ گوچی۔

”پہلے میں سوڑاں پوری طرف چلا گیا، میرا خیال تھا جو کچھ بھی گز بڑھے وہیں ہے، میرا اندازہ تو درست کا، لیکن لختے پہلے ہی میرے استقبال کے لئے تیار تھے۔“

”اوہوارے... دھست تیرے کی“ محمود نے جملہ کر کر اپنی ران پر ہاتھ مارا، ساتھی کمرے میں فرزان کی آواز ابھری۔

”ہائے! میں مر گئی... اس قدر زور سے میری پسلیوں پر ہاتھ دے مارا“

”تھت... تو یہ تمہاری پسلیاں تھیں... اللہ کا شکر ہے“ محمود نے خوش ہو کر کہا۔

”یہ کیا بات ہوئی؟ تو یہ تمہاری پسلیاں تھیں“ اللہ کا شکر ہے۔

”در اصل ہاتھ لکھتے ہی کھبرا گیا تھا کہ یہ میری ران کو اچا کیا ہو گیا ہے؟“

”امس جاؤ... کسی اور کو الو بناتا“ عبد العزیز نے بٹے ہوئے انداز میں کہا۔

”اچھا...“ محمود نے جلدی کہا۔

”کیا اچھا...“

”جنے آپ کہتے ہیں الو بنا دوں گا“ میرا کیا جاتا ہے، ”محمود ہے۔“

”گویا الو بنا نے پر او حمار کھائے میٹھے ہیں“ فاروق نے جلد کہا۔

”میں یہ کہہ رہا تھا کہ!!“

عین اس لمحے کرہ روشن ہو گیا، ساتھ ہی نقاب پوش اندر داخل

"صہار ک ہو تم سب ایک جگہ جمع ہو گے..... بس اپنے چشم جمیل اور اکرام رہتے ہیں وہ بھی جلد آئیں گے جال بچھاد دیا گیا ہے..... بلکہ کہنا چاہیے جوابی جال اور یہ چمارا تیسرادار ہو گا..... تم لوگ اس کو آخوندی وار بھی کہہ سکتے ہو۔"

"آخوندی دار..... ارے باپ رے..... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے" فاروق گھبرا گیا۔

"جوابی جال سے آپ کا کیا مطلب ہے" فرزانہ نبڑی طرح بے چین ہو گئی۔

"اپنے چشم جمیل ایک جال بچھایا ہے۔ لیکن ہم نے جال پر جال بچھاد دیا اسے کہتے ہیں جوابی جال۔"

"لیکن اس کو جوابی جال کیوں کہہ سکتے" فاروق نے جیران ہو کر کہا۔

"اب تم سے گون مغفرہ مارے" تقب پوش ہنا۔

"ہا میں! یہ کیا..... یہ آپ نے کیا کہہ دیا! کیا آپ ہم سے اس حد تک واقف ہیں؟" محمود نے جیران ہو کر کہا۔

"میں تو تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں" تم ہو کس خیال میں" "تمہارے خیالات نہایت صاف سحرے اور پا کیزہ ہیں" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"آپ نے ہتائیں جوابی جال کیا ہے"

"صحیح کے اخبارات اس لاش کی تصاویر شائع کر رہے ہیں اس

کے ساتھ اپنے چشم جمیل کا اعلان ہو گا..... اس لاش کے بارے میں معلومات مہیا کرنے والے کو انعام دیا جائے گا۔ لہذا جہاں وہ رہتا ہے اس جگہ کے چند افراد فوراً اپنے چشم جمیل کے دفتر کی طرف دوز کا میں گے۔ تاکہ وہ انعام حاصل کر سکیں۔ ان میں سے کسی کو دفتر کے باہر سے لے اڑنا اور اس کے گھر تک چلتی جانا ہمارے لیے کیا مشکل ہو گا۔ بس اس کے بعد فٹل ہماری ہے۔ "لیکن وہ بھی تو دفتر سے دوز کا میں گے کیا آپ اتنی جلدی فائل لاش کر سکتے گے"

"ہم نے ایسے انتظامات کر لیے ہیں کہ ہم کافی وقت پہلے وہاں پہنچ جائیں" ذہل انعام کا لائق دیتے ہی ہم اس کا نام اور پہچان معلوم کر لیں گے اور ٹھہر میں اس جگہ سے زدیک ترین جو کارکن موجود ہوں گے انہیں فون کر دیں گے لہذا ایک یادومنش کے اندر وہاں پہنچ جائیں گے۔ جبکہ اپنے چشم جمیل اس وقت اپنے دفتر سے روانہ ہوں گے۔ اب ظاہر ہے اس شخص کا گمراحتا ہوا تو ہو گائیں" کیونکہ پیروں اور طلبے سے وہ کوئی دولت مند آدمی نہیں لگ رہا تھا....."

"اوہ اوہ..... ان سب کے من میں نہ کلا۔"

"اب کیا خیال ہے..... جوابی جال پرند آیا"

"ہاں! بچھا ہے..... لیکن....." فاروق کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا..... اب تم نبی چھوڑو گے"

"لیکن بھی ایسا ہوتا ہے..... خکاری اپنے بچھائے جال میں خود ہی پھنس جاتا ہے"

"تب پھر اپنے چشم جمیل اپنے بچھائے جال میں خود کیوں نہیں پھنس

"اوہ ماں آپ کی یہ بات صحیح ہے، محمود چونکا۔"

"ابھی تو میری ہر بات تم لوگوں کو درست محسوس ہو گی۔"

"ایک بات اب تک سمجھ میں نہیں آئی... اور وہ یہ کہ مارے جانے والے شخص کے ہاتھ وہ فائل کیسے لگ گئی؟ دفتر خارجہ کی ایک پیٹر کی معلوم آدمی تک کیسے پہنچ گئی... "فرزانہ بول اٹھی۔

"اوہ ماں! یہ سوال اس کیس کا سب سے زیادہ الجھا ہوا سوال ہے"

راہیل بازہ بیان کا ذمے دار آفیسر تھا۔ تمام فائدوں کی حفاظت اس کے ذمے تھی۔ اس سے کسی نامعلوم آدمی نے سازہ باڑ کی (یعنی سودہ) سے بازی کی۔ ایک بہت بڑی رقم کی پیشش کی۔ اس نے اس رقم کے پہلے فائل کی اس کے حوالے کرنا مطلوب رکھا۔ لیکن وہ یہ کام اس انداز سے کرنا چاہتا تھا کہ کوئی اس پر ٹکڑت کر سکے ورنہ تم خود سوچنیات تو مینک پر آتی۔ اس نے یہ مسئلہ فائل کے خریدار کے سامنے رکھا۔ بڑی رقم اس کے اسی وقت کام آئی۔ تھی جب کوئی اس پر ٹکڑ نہ کر سکتا۔ اب خریدار نے ایک ایسا آدمی میٹا کرنے کا وعدہ کیا جو فائل اس کے دفتر سے اڑانا۔ ساتھ ہی اسے ہدایت دی گئی کہ وہ اپنی اگلیوں کے نشانات وہاں چھوڑ دے تاکہ تفتیش کرنے والے ان نشانات والے شخص کی علاش کر تے رہیں۔ دوسری طرف اس شخص کو ساری معلومات دی گئیں، دفتر میں اس فائل تک پہنچنے کا طریقہ تک بتایا گیا۔

چالیس کل تک ہاتھی گئی۔

"ایک مٹ جتاب آپ کی کہانی بہت مزے دار ہے، لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ایسا شخص آیا کجا سے۔"

"ماں واقعی... اس کا بھی امکان ہے۔"

"اچھا! اب تم لوگ آرام کرو... صبح ملاقات ہو گی... اخبارات کے بازار میں آنے کی وجہ ہے... ہم لوگ حرکت میں آجائیں گے۔"

"اچھی بات ہے... کمرے کا دروازہ بند کر دیں... ہم سور ہے ہیں۔"

اور پھر وہ واقعی سونے کے لیے لیٹ گئے کیونکہ اس کیس کے سلسلے میں اب صبح سے پہلے تک پکھہ ہو ہی نہیں ملکا تھا۔

آخر دن نکل آیا ساتھ ہی کمرے کا دروازہ بھل گیا... باہر کی کافیں کوفوں والے نظر آئے، پھر قاب پوش ان کے سامنے آ کر ہوا۔

"اخبارات بازار میں آنے والے ہیں۔"

"لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نامعلوم شخص کا کوئی پڑوی اخبار دیکھ لے۔"

"تمام اخبارات میں سب سے نمایاں آج اس شخص کی تصاویر ہوں گی۔ لہذا اس سے پہلے اسی پر نظریں پڑیں گی... فکر نہ کریں۔"

"آپ کو یہ سب باتیں کیسے معلوم ہو گئیں؟ جب کہ یہ سارے کام انپکن جمیڈ کے ہیں۔ عبد الغیر کے لمحے میں حرمت تھی۔"

"ہر مجھے میں ایسے لوگ مل جاتے ہیں جنہیں خرید لیا جاتا ہے ان کی کوئی قیمت نہیں ہوتی، اور انپکن جمیڈ کے مجھے میں تو ایسے لوگ اس لیے موجود ہیں کہ ان سے حد کرنے والوں کی تعداد بے تحاشہ ہے، حد کرنے والے تو بخیر، بخیر خرچ کے معلومات دے دیتے ہیں۔"

”فائل کے خریدار نے ایک جرام پیش ابھنی سے رابطہ کیا۔ اس ابھنی سے کرائے کے جرام پیش لوگ ملتے ہیں ابھنی اپنا معاوضہ لے کر اپنے آدمی کے ذریعے کام کرواتی ہے اب ہوا کیوں وہ شخص آیا، فائل نکال کر لے گی، وہ فائل لے کر راحیل باز کے ہاں پہنچا، کیونکہ اسے بدایت تھی کہ فائل اس کے حوالے کرنا ہے اس کا گھر اسے پہنچا ہی وکھدا یا گی تھا، راحیل باز سے اسے رقم بھی وصول کرنا تھی۔ اور خریدار نے اور اسی پر گرام ترتیب دے رکھا تھا۔ اس نے راحیل باز کو بہایات دی کہ جب وہ شخص فائل لے آئے تو اسے رقم دینے کے ساتھ چانے یا کوئی اور پینے کی چیز بھی پہنچ کر اس طرح اس میں ہڈیوں کے نشانات فائل اٹھانے والے کی الگیوں کے نشانات فائل اٹھانے والے کی الگیوں کے نشانات سے مل جائیں گے اور فائل اس کے پاس سے ملے گی جیسے اس طرح پولیس سرکراتی رہے گی، لیکن فائل کا سارا غصہ نہیں لگا پائے گی۔ لیکن ہوا کیا، فائل اٹھانے والا ان سب سے جیوں کا، فائل اڑا کر وہ راحیل باز کی طرف نہیں گیا، پہنچے اپنے گھر گیا، اس نے ایک نعلیٰ فائل کا پہنچا ہی انتظام کر رکھا تھا۔ اس فائل کو کاغذ میں پیٹ کر اور اصل فائل کو اپنے گھر میں چھپا کر وہ راحیل باز کے گھر پہنچا۔ اس نے سوچا تھا وہ اس طرح فائل وہی کر کھلے گا، راحیل باز سے رقم وصول کرے گا، اور علیٰ فائل اس کے حوالے کرے گا۔ پھر ان سے اور بڑی رقم کا مطالیہ اس فائل کے بدالے میں کرے گا۔ اور خود ہم پر دہ رہے گا۔ اس کے گھر کے ہارے میں خود ان لوگوں کو بھی معلوم نہیں جس کا وہ علازم تھا، یعنی اس ابھنی کو۔ اس نے نعلیٰ فائل راحیل باز کے حوالے کر دی اور اس نے رقم

دینے سے پہلے اسے زہریلی چائے پلاوی... زہر کو کچھ دیر بعد اثر شروع کرنا تھا، لیکن راحیل باز سے کچھ زیادہ زہر مل گیا، اس نے فوراً محسوس کر لیا کہ اسے زہر دیا گیا ہے۔ وہ رقم لیے بغیر وہاں سے بھاگ لکا۔ راحیل باز نے فوراً خریدار کو فون پر صورت حال کی... اس کے کارکن پہنچے ہی راحیل باز کے گھر کی گھرانی کر رہے تھے۔ انہوں نے اس شخص کا تعاقب شروع کیا۔ وہ ایک بیکسی پکڑ چکا تھا اور وہ سیدھا بیٹھل پارک پہنچ گیا۔ کیونکہ موت سے پہلے اسے تم لوگوں کے پاس آنے کی سوچ تھی۔ اور خریدار کے کارکنوں نے فریڈار کو صورت حال بتائی۔ اس نے محسوس کیا۔ معاملہ بگل گیا ہے۔ لہذا وہ فوراً راحیل باز کے گھر پہنچا، دروازے پر ہی اسے گوئی ماری اور اس کی جیب سے رقم لے کر فرار ہو گیا۔ یہ ہے کل کہانی۔ اس کہانی میں مشکل یہ ہے کہ اب تک کسی کو اس کا نام معلوم ہو سکا نہ ہے۔

”لیکن کیوں... اس ابھنی سے آپ نے کیوں معلوم نہ کیا“
محود نے اعتراض کیا۔

”بہت خوب! تو جسمیں یقین ہے کہ وہ خریدار میں تھی ہوں“

”ہاں اجتہاب! اس بات میں اب کیا شکر رہ جاتا ہے؟“

”خیر یونہی کسی... میں نے ابھنی کو ساری بات بتائی... انہوں نے کہا... اس کے جس گھر کا انہیں پتا ہے وہاں فائل نہیں ملی، وہ تلاشی لے چکے ہیں، وہ اس کا کوئی اور گھر تھا، جس میں اس نے فائل چھپا ہے۔ اس کے بارے میں ابھنی بھی معلوم نہیں“

”اور نام... وہ اس کا نام تو بتاہی سکتے تھے؟“

”ان کے پاس وہ باقر کے نام سے کام کرتا تھا، اب معلوم نہیں

با قرائس کا اصل نام تھایا فرضی۔

"مطلوب یہ کہ آپ کا جاں مکمل ہے... اور آپ کے آدمی وہ فائل لے کر آتے ہی ہوں گے اور ہمارے والد کے ماتحت اس گھر تک ان کے بعد پہنچیں گے۔"

"ہاں! اب اکل... جاں پر ری طرح بچایا جا پکا ہے۔ تیر اور مکمل ہوتے والا ہے اور میں فائل کے لئے کریہاں سے اس طرح غائب ہونے والا ہوں جیسے گدھے کے سرے سینک"

"اب ایک بات روشنی "فاروق نے منہ بنا یا۔

"اور وہ کیا؟"

"اس فائل میں ہے کیا؟"

"اس ملک کی وزارت خارجہ نے ایک غیر مسلم ملک سے بہت بڑی معاہدہ کیا تھا۔ غیر مسلم ملک معاہدہ تو کر بیٹھا، لیکن اس معاہدے سے وہ بہت بڑے نقصان میں جاتا ہے۔ جب کہ اس ملک کو بے تحاش فائدہ پہنچے گا... لہذا اس کا حل اس ملک نے یہ سوچا کہ اس فائل کو ہی اڑا لیا جائے۔ اس طرح وہ صاف انکار کر دے گا۔ کہہ دے گا ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہوا... ہوا ہے تو ثبوت دکھائیں... ثبوت کے طور پر اصل فائل بھی دکھانا پڑتی ہے۔ عدالت صرف اصل فائل کو مانتی ہے... بس یہ ہے کہاںی... آخراج وہ فائل اس ملک کے حوالے کر دی جائے گی۔"

"اس کا مطلب ہے... آپ اس ملک کے انجمن ہیں اور جنہے ہیں ہمارے ملک میں اور اس کی ہجرت کرنے ہیں"

"ہاں! سیکی بات ہے، اس لیے کہ مجھے اس ملک سے نفرت ہے۔"

شدید نفرت میں اس ملک کو پھلات پھوٹا نہیں دیکھ سکتا... میں اس کے نقصان میں راضی ہوں... اس کو نقصان پہنچانا ہمرا کام ہے..."

"جب آپ یہودیوں کے انجمن ہیں یا پھر عیسائیوں کے... اس ملک کو نقصان پہنچانے والے مسلمان تو ہو جیس سمجھتے ہیں اس کے لئے کہہ سکتا ہوں" آپ مسلمان بھی نہیں ہیں"

"ہاں! میں بھولو... ارسے... وہ دیکھو... دوڑتے قدموں کی آواز اس کا مطلب ہے... فائل آگئی... ہوشیار رہتا بھی... یہ لوگ کوئی حرکت نہ کرنے پائیں... ان میں سے کوئی ذرا بھی حرکت کرنے کی کوشش کرے اسے فوراً کوئی مار دیتا۔"

"اوکے سر" کلاش کوف والوں نے کہا۔

اور پھر دوڑتے قدم نزدیک آگئے... انہوں نے دیکھا... وہ چار ٹنڈے تھے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں کاغذوں سے لپٹا فائل موجود تھی۔

"اس کے گھر سے یہ فائل میں ہے سر... جوئی ہم وہاں سے لے لے... ہم نے پولیس کی کاڑیوں کو آتے دیکھا۔ لہذا ہم وہاں سے ہوا ہر ٹھیک"

"شabaش" اس نے خوش ہو کر کہا اور فائل اس کے ہاتھ سے لے لی۔ پھر جلدی جلدی اس پر سے کاغذ اتارنے لگا۔ اوپر والا کاغذ اتر گیا تو نیچے ایک اور کاغذ پھٹا نظر آیا۔ اس نے بے تاباد انداز میں اس کاغذ کو بھی چھاڑ دیا۔ لیکن اس کے نیچے بھی ایک اور کاغذ پھٹا نظر آیا۔ "حمد ہو گئی... ایسے کتنے کاغذات پیٹھ ڈالے کم بجت نے..."

خود تو مارا گیا اور ہمارے لیے مشکلات پیدا کر گیا۔
یہ کہتے ہوئے اس نے پھر کاغذ اٹار دیا۔... آخر فائل کی صورت

نظر آئی اور ساتھ ہی ایک بہت زور دار دھماکا ہوا۔ ہاں ہر طرف دھواں ہی
دھواں پھیل گیا۔... وہ سب کے سب گرتے چلے گئے۔

انہیں ہوش آیا تو پولیس ان کے سروں پر موجود تھی۔ اکرام کے
تحت نقاب پوش اور اس کے تمام غنڈوں کو گھنٹیاں پہننا پکے تھے۔ انہیں
ہوش میں آتے دیکھ کر عبد العزیز نے سکرا کر کیا۔

"انہذا شکر ہے۔ جمیں ہوش تو آیا۔"

"مطلوب یہ کہا پہم سے پہلے ہوش میں آگئے حرمت ہے۔"

"جمیں اس میں حرمت کی کوئی بات نہیں۔"

"کیا مطلب... تب پھر حرمت کی بات کس میں ہے؟"

"اس میں کہیں تو بے ہوش ہوا ہی نہیں... بے قل ان حضرات
سے پڑھو۔" عبد العزیز نے اکرام و غیرہ کی طرف دیکھا۔

"یہ نیک ہے۔ جب ہم یہاں پہنچے تو یہ ہوش میں تھے۔" اکرام نے
فوراً کہا۔

"آپ یہاں پہنچے کیے؟"

"پوچھ رام پہلے سے ملے تھا۔"

"لگ کیا مطلب؟" "وہ چوکے۔"

"فائل لے کر آنے والے نقاب پوش کے آدمی جمیں تھے۔ ہمارے
محکمہ کے آدمی تھے، چند غنڈوں کو ہم نے صحیح سورے من انہیں تھے۔ ہمارے
میں کریا تھا، ان کے حلیوں میں وہ فائل لے کر آئے تھے۔"

"لیکن وہ فائل کب تھی؟"

"یاں! وہ تو فائل کی فائل تھی،" اکرام سکرایا۔

"لیکن یہ سب کیسے ہوا... ابا جان اب تک سامنے کیوں نہیں
آئے؟"

"وہ سامنے رہے کہ نہیں اس کیس کے شروع سے آخوند تم
لوگوں کے ساتھ ساتھ تو رہے ہیں۔"

"کیا... نہیں" وہ چلا اٹھے اور پھر ان تینوں کی نظریں عبد العزیز
پر جنم گیلے۔

"شکر ہے... تم نے پہنچانا تو۔" اپنے پیشہ پھیلنے۔

"اف بالک! یہ آپ ہیں... جب تو پھر فاروق کے ہاتھ کے
رکھے ہوئے کاغذات آپ کے پاس تھے۔ الہد! آپ تو پہلے ہی فائل حاصل
کر چکے تھے۔"

"بالکل بھی بات ہے.... اخبارات میں اشتہار تو ان لوگوں کو
پھسانے کا ذریما تھا... اور میں خود ہی ان کے قلبے میں آگیا تھا... بتا کر ذرا
مزار ہے اور نقاب پوش صاحب بھی یاد رکھیں کہ کسی اجنبی سے ملاقات ہوئی
تھی۔"

"مل..... لیکن.... یہ ہیں کون؟"

"کیا مطلب... کیا تم نے اب تک اندازہ نہیں لگایا۔"

"لگ تو خیر لیتے ہیں... یا پہنچے سرفراز احمد خان ہی ہیں نا۔"

"بہت خوب! بالکل درست اندازہ لگایا... اکرام بھی.... ذرا
ان کے منہ سے یہ میکا اپ تو اتا رہو... تاکہ تر ہے غنک نہ بجے با تسری۔"

نے بیکھلا کر کہا۔

"مم.... معانی چاہتا ہوں،" اسکے بعد جمیلہ تھہرا گئے۔

"یہ معانی آپ نے ہم سے مانگی ہے یا مجاہد رے سے؟"

"مم.... مجاہد رے سے" وہ بولے۔

اور وہ مسکراتے گئے۔